رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

=qadian=

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیانِ ریاست و امراء سے ۔ { ۵۰
معاونین سے ۱۰
عوام سے ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی ٭

نمبر ۳۶ ٭ مورخہ ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء ٭ جلد ۲۵

سفرنامہ مصر

(گذشتہ سے پیوستہ)

میں ایک تسکین پاتا تھا۔ مگر اسمیں ایک سخت بیقراری چھپی ہوئی تھی۔ میری حالت اس بلبل کی سی تھی جسکو موسم بہار میں ایک پنجرے میں بند کر کے باغ میں لٹکا دیا جائے۔

میں انہوں کے پاس سے گزر رہا تھا مگر مجھ میں طاقت نہ تھی کہ انکے چہرے کو دیکھ لیتا۔ میں محبت کے مجسم دیوتوں کی تصویریں آنکھوں کے سامنے کھڑی پاتا تھا مگر مجھ سے ہو نہ سکتا تھا کہ ان سے لپٹ جاتا۔

میرے احباب حیران ہوں گے کہ وہ کون لوگ تھے جن کے لئے میں اسقدر بیقرار تھا۔ میں آپ کو زیادہ دیر محو حیرت میں نہیں رکھنا چاہتا۔ کیونکہ میرے پاس وہ لفظ ہی نہیں جو میرے خیالات کی ترجمانی کر سکیں۔ وہ میرے نہایت ہی پیارے اور مسیح موعودؑ کے سچے عاشق ابوبکر یوسف اور محمد سعید یوسف تھے۔ ابوبکر یوسف وہ بزرگ ہیں جس نے مسیح موعودؑ کی خاطر وہ وہ تکالیف برداشت کیں۔ کہ جن کو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کی ثابت قدمی میں جنبش اور اس کے پائے کو لغزش نہ ہوئی۔

محمد سعید یوسف انکے صاحبزادے ہیں۔ جن کے جسم کے رگ رگ میں احمدیت کے لئے ایک فنا کا مادہ موجود ہے۔ ان بزرگوں کا تذکرہ بجائے خود ایک دلچسپ باب ہے جو اس سفرنامہ میں الگ آئیگا۔

پس جدہ کی ہوا میرے لئے روح پرور تھی دیکھتے دیکھتے ہی وہ نظارہ میری آنکھ کے سامنے سے گذر گیا۔
آہ ؎
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

بیت اللہ کے قریب کیوجہ سے حج کے لئے طبیعت میں بہت جوش پیدا ہوا۔ اور نیت کی اللہ نے چاہا تو حج کر کے واپس ہونگا۔ اللہ تعالیٰ ارادوں میں برکت اور نیتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ اب ہم مصر کے بہت قریب آ گئے ہیں۔ بے شمار سفید سفید پرندے سمندر پر اڑ رہے تھے۔ جو دور تک جہاز کا تعاقب کرتے تھے۔

آج مصری لائٹ ہوس بھی دیکھنے میں آیا۔ پونا کے برہمن نے آج تو استرا لیکر اپنی موچھوں کا صفایا کر دیا۔ اور بالکل شکل بدل لی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں جانیوالے ہندوستانی لوگ کیسے کیسے جلد تغیرات پیدا کرتے ہیں۔ اور مذہبی بندشوں کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے بالکل ان قیود سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے اگر وہ گوشت نہیں کھاتے تو وہ بھی حلال ہو جاتا ہے۔ اور اگر شراب نہیں پیتے تو وہ بھی جائز ہو جاتی ہے۔ اور اگر کچھ ان کے لئے حرام ہوتا ہے۔ تو بھی بالکل مباح ہو جاتا ہے۔ جہاز کی رفتار اب آگے سے کم ہو گئی ہے کیونکہ ہم اب سویز کے قریب آ رہے ہیں۔ آئندہ مصر کی طرف آنیوالوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انکو سویز تک کا ٹکٹ لینا چاہیئے۔ کیونکہ کنیال پاس ہونیکا کرایہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور انکے باہر کا کم۔ سویز سے ریل سیدھی قاہرہ آتی ہے۔ اب اور بھی جہاز ہمارے جہاز کے ساتھ آ رہے تھے الغرض شام کے قریب ہمارے جہاز نے دہانہ سویز کے باہر لنگر ڈالدیا۔ یہاں بہت سے جہاز کھڑے تھے۔ صبح ہمارا جہاز کنیال میں سے گزرتا تھا۔ یہاں عجیب منظر تھا۔ سامنے سویز کا شہر نظر آ رہا تھا۔ بہت سی کشتیوں والے کشتیاں لیکر چیزیں بیچنے اور سواریوں کی نسبت دریافت کرتے آئے۔ مختلف جہازوں پر سے گانے کی آواز آ رہی تھی اور بعض جہازوں سے باجہ بجنے کی آواز آتی تھی۔ انگریزی تین جنگی جہاز سویز سے نکلے ہوئے تھے جن میں ہندوستان کی فوج تھی۔ جو واپس جا رہی تھی۔

(باقی پھر)

(محمود احمد از مصر)

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

کلمات طیبات

پیارے حبیب کی پیاری باتیں

دُعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب دعا سے واقف ہیں۔ اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف جو قبولیتِ دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہوگئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں انکی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ چونکہ انکی دعائیں بوجہ آداب الدعا کی ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہونچا دیا ہے۔

دُعا کے لئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دُعا کرنیوالا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوگا بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اسقدر دعا کی گئی ہے کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دُعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہوگیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک برا اثر پہونچایا ہے کہ پھر دُعا کے تاثیرات کا انکار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنیوالا ہوتا تو اسقدر عرصہ دراز تک جو دعا کی گئی ہے کیوں قبول نہ ہوتی۔

مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانیوالا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اوسے معلوم ہو جاوے کہ یہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور سست کاری کا نتیجہ ہیں۔ جنہیں خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنے والی مایوسی بڑھ گئی پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔

دُعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جاکر اپنے کھیت میں ایک بیج بوآتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اسوقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پاکر پھل لائے گا۔ باہر کی دُنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودہ کی صورت اختیار کر رہا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودہ بننے لگتا ہے اور طیار ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سبزہ اوپر نکل آتا ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی اسکو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو وہ دانہ جسوقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا۔ دراصل اوسی اشاعت سے وہ پودہ بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا۔ مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی۔ اور اب جبکہ اسکا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا لیکن ایک نادان بچہ اسوقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ کیوں اسی وقت اس کو پھل نہیں لگتا۔ مگر عقلمند زمیندار تو یہ سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقعہ ہے وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا اور غور پرداخت کرتا رہتا ہے۔ اسطرح پھر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اسکو پھل لگتا اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے۔ اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشوونما پاتی اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں۔ اور صبر کرنیوالے مآل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔

یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنیوالے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ انکو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے حالانکہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔

دیکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل کو اس کے گھر بچہ پیدا ہو جاوے۔ حالانکہ وہ قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر جو قانون اور نظام اس نے مقرر کر دیا ہے وہ ضروری ہے۔ پہلے نباتات کی نشوونما کی طرح کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ چار مہینے تک کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا پھر کچھ حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوری میعاد گذرنے پر بہت بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بچے کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔

مرد نشاید ان تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کر سکیں۔ جو اس مدت حمل کے درمیان عورت کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ مگر یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے۔ اب غور کرو کہ اولاد کے لئے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہیں تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے۔

اسیطرح پر دعا کرنیوالے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا رہے اور کبھی بھی یہ وہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوتی آخر آنیوالا زمانہ آجاتا ہے اور دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونیکا وقت پہونچ جاتا ہے جبکہ گویا مراد کا بچہ پیدا ہوتا ہے

دُعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہونچایا جاوے۔ جہاں پہونچکر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جسطرح آتشی شیشی کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں۔ اور سورج کی شعاعیں اس شیشہ پر آکر جمع ہوتی ہیں۔ اور انکی حرارت و حدت اس مقام تک پہونچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے۔ پھر یکایک وہ کپڑا جل اوٹھتا ہے۔ اسیطرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے۔ اور مقصد مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے۔

پیداست ندا را کہ بلند است جنابت

عرصہ دراز تک انسان کو دعاؤں میں لگے رہنا پڑتا ہے۔ آخر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے اور گذشتہ راستبازوں کا تجربہ بھی اسپر شہادت دیتا ہے۔ اگر کسی معاملہ میں دیر تک خاموشی کرے تو کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ لیکن جس امر میں جلد جواب ملجاتا ہے وہ ہونیوالا نہیں ہوتا۔ عام طور پر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازہ پر مانگنے کے لئے جاتا ہے اور نہایت عاجزی اور اضطراب سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں کھا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ اور سوال کئے ہی جاتا ہے تو آخر اس کو بھی کچھ شرم آہی جاتی ہے۔ خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے۔ تو کیا دعا کرنے والے کو کم از کم ایک معمولی سائل جتنا استقلال بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ جو کریم ہے اور حیا رکھتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا عاجز بندہ ایک عرصہ سے اس کے آستانہ پر گرا ہوا ہے تو کبھی اسکا انجام بد نہیں کرتا۔ اگر انجام بد ہو تو اپنے ظن سے ہوتا ہے جیسے ایک حاملہ عورت چار پانچ ماہ کے بعد کہے کہ اب بچہ کیوں پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس خواہش میں کوئی مسقط دوا کھالے تو اسوقت کیا بچہ پیدا ہوگا۔ یا ایک مایوسی بخش حالت میں وہ خود مبتلا ہوگی۔ اسیطرح جو شخص قبل از وقت جلدی کرتا ہے وہ نقصان ہی اوٹھاتا ہے۔ اور نرا نقصان بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہونچاتا ہے بعض ایسی حالت میں دہریہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں ایک نجار تھا۔ اس کی عورت بیمار ہوئی۔ اور آخر وہ مرگئی اس نے کہا کہ اگر خدا ہوتا تو جتنی دعائیں کی تھیں وہ قبول ہو جاتیں۔ اور میری عورت نہ مرتی۔ اسطرح پر وہ دہریہ ہوگیا لیکن اگر اپنے صدق اور اخلاص سے کام لے تو اوسکا ایمان بڑھتا ہے۔ اور سب کچھ ہو بھی جاتا ہے۔ زمین کی دولتیں خدا تعالیٰ کے آگے کیا چیز ہیں۔ وہ ایک دم میں سب کچھ کر سکتا ہے کیا دیکھا نہیں کہ اس نے اس قوم کو جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا بادشاہ بنا دیا۔ اور بڑی بڑی سلطنتوں کو انکا تابع فرمان بنا دیا۔ اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ انسان

اگر تقویٰ اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔ تو دنیا میں اعلیٰ درجہ کی زندگی ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ صادق اور وفادار ہو کر دکھائے۔ دل متزلزل نہ ہو۔ اور اسمیں کوئی آمیزش ریاکاری اور شرک کی نہ ہو۔

سمجھوتہ کے خلاف لیڈروں کے نام تار ناظر صاحب صیغہ انسداد ارتداد قادیان کی طرف سے

۱۶ ستمبر ۱۹۲۳ء کو صیغہ انسداد ارتداد قادیان نے ارتداد کے متعلق حالات پر غور کرنے کے لئے مجلس شوریٰ منعقد کی جس میں مسلمان لیڈران کانگریس اور پریس کے نام اس سمجھوتہ کے متعلق جو شدھی کے بارے میں دہلی میں ہندو و مسلمان لیڈروں کے زیر غور ہے حسب ذیل تار حکیم اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کے نام دہلی بھیجا گیا۔ نیز اخبارات کو بھی دیا گیا۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چاہا جاتا ہے کہ یہ سمجھوتہ کیا جاوے کہ بیرونی آریہ بھی شدھی کے کام سے الگ ہو جاویں۔ اور مسلمان جو دوسری جگہوں سے گئے ہیں وہ بھی واپس ہو جاویں۔ اور اس علاقہ کے لوگوں کو آپس میں فیصلہ کرنے دیا جاوے۔ ہمارے نزدیک یہ سمجھوتہ سخت خلاف دانست اور خلاف مصالح اسلامیہ ہے۔ آریہ لوگ ایک عرصہ سے وہاں کام کر رہے ہیں۔ اور کئی ہزار آدمی کو آریہ بنا چکے ہیں۔ اب پیچھے ہٹ جانیکے یہ معنے ہیں کہ ان لوگوں کو آریہ رہنے دیا جاوے۔ جو قوم پہلے قبضہ کر چکی ہے۔ اس کے پیچھے ہٹ جانے سے بند کر دینا کوئی حرج نہیں نقصان نہیں رکھتا ہے۔ ہم نے اپنے اہل مذہب کو واپس لانا ہے۔ کوئی مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اس کے اہل مذہب کو مرتد کیا جاوے۔ اور وہ خاموش ہو کر بیٹھا رہے اور ان کو بچانے کے لئے نہ جاوے۔ آریہ لوگوں کے کارکن اسی علاقہ کے موجود ہیں۔ ان کو اس میں نقصان نہیں۔ نقصان مسلمانوں کا ہے جن کے ہم مذہب ان علاقوں میں کام کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے یا کرنے کا جوش نہیں رکھتے۔ ہم سمجھ نہیں سکتے کہ تبلیغ سے دونوں قوموں میں کیوں فساد پیدا ہو جب تک کہ کوئی قوم خود فساد پیدا نہ کرنا چاہے۔ پس ہم پورے زور سے اس سمجھوتہ کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں۔ اس وقت تک کہ اس علاقہ کے لوگ واپس اسلام میں آ جائیں۔ ہم صبر نہیں کرینگے۔ اور اسلام کی عزت کے مقابلہ میں کسی سمجھوتہ کی پرواہ نہیں کرینگے۔

ہماری جماعت امید رکھتی ہے کہ آپ اس وقت جو اسلام کی طرف سے جو ذمہ داری آپ پر عائد ہے اس کو محسوس کرتے ہوئے کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں ہونے دینگے جو اسلام کی تبلیغی روح کے خلاف ہو۔

۱۷ ستمبر کو اس مضمون کا تار جب ڈاکخانہ میں دیدیا گیا تو اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مسلمان لیڈروں کا حسب ذیل تار موصول ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

حکیم اجمل خان مولوی محمد علی۔ ڈاکٹر انصاری صاحبان کا بیان

دہلی۔ ۱۶ ستمبر ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان۔ بٹالہ

ہماری پرزور درخواست ہے کہ آپ اپنے ذمہ دار قائم مقام کو جو آپ کے خیالات سے واقف ہوں بھیجیں تاکہ شدھی اور ارتداد کی تحریکات کیوجہ سے جو فسادات پیدا ہو رہے ہیں ان کو روکنے کے لئے مشورہ کیا جائے۔

اجمل خان۔ محمد علی۔ انصاری۔

اس تار پر مجلس شوریٰ کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ایم۔ اے امیر احمدی وفد المجاہدین جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء جناب مولوی شیخ عبد الرحمن صاحب مصری اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو اپنی طرف سے قائم مقام منتخب فرمایا اور ضروری ہدایات دیں۔ دونوں چوہدری صاحبان کو آگرہ تار لاہور بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ کہ وہ دہلی پہنچ جائیں۔ اور بقیہ دو اصحاب ۱۷ ستمبر کو قادیان سے عازم دہلی ہو گئے جن کے ہاتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مدعو کرنے والے لیڈران کے نام حسب ذیل خط لکھ کر ارسال فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خط

بنام

حکیم اجمل خان مولوی محمد علی۔ ڈاکٹر انصاری صاحبان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

مکرمی حکیم صاحب و مولوی صاحب و ڈاکٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا تار پہنچا۔ آپ کی خواہش کے مطابق میں چوہدری فتح محمد خان صاحب امیر احمدی وفد المجاہدین آگرہ۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ مولوی شیخ عبد الرحمن صاحب مصری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو بھیجتا ہوں ان کو میں نے شدھی تحریک کے متعلق جہاں تک میں آپ کے تار سے مطلب سمجھ سکا ہوں ہدایات دے دی ہیں۔ اگر کوئی ایسا سوال پیدا ہوا جس کے متعلق ان کو میری رائے معلوم نہ ہو تو مجھ سے دریافت کر کے آپ کو اطلاع دے دینگے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندو مسلم اتحاد ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے اتحاد کے لئے ہماری جماعت بیچین ہے اور ہمارے عظیم مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا سے نفاق اور انشقاق مٹ جائے لیکن ہمارے نزدیک اس بات کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ موجب اختلاف کو معلوم کر کے ایسے اسباب مہیا کئے جائیں جن سے دائمی صلح اور آشتی پیدا ہو کر تمام اقوام عالم میں امن قائم ہو سکے۔ دیگر ایسی صلح کی جائے جو دیرپا نہ ہو یا جس کے نتیجہ میں کسی اور جنگ کے سامان پیدا ہو کے شروع ہو جائیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس مقصد میں ہمارے ساتھ متفق ہونگے۔ اور اس کے حصول کے لئے پوری کوشش کریں گے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ قادیان دارالامان

اطلاع

تمام خریداروں کی خدمت میں التماس ہے کہ جلد بذریعہ منی آرڈر اپنا حساب صاف فرماویں۔ وی پی بعض دوستوں نے چار دفعہ واپس کئے ہیں یا احمدی دوستوں کے لئے اچھا نہیں۔ اگر آپ قیمت ادا نہیں کر سکتے تو اخبار بند کر دیا جائے۔ الحکم متواتر ۸۔ ۹ ماہ سے جاری ہے ایسا نہ ہو کہ قیمت وصول کرنے کے لئے کسی دوست کو رجسٹری بھیجنی پڑے۔ اخبار کا اگر چندہ نہ آئے اور بند ہو جائے تو کام کس طرح چل سکتا ہے۔ اور اخبار کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ اگلے نمبر میں تمام ان دوستوں

(مصری چٹھی)

استقلال حقیقی

سیاست کی روشنی میں لکھا گیا ہے

آج دنیا میں ہر انسان کی فضا اپنے مرکز پر مستقل ہونا چاہتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ آج دنیا میں جسقدر بدامنیاں ہیں ان کی تہ میں بہت بڑا ہاتھ استقلال کا ہے۔ ہندوستان میں فتنۂ ارتداد ہے۔ اس کی تہ میں بھی سیاسی ہاتھ جس کا نام استقلال ہے کام کر رہا ہے۔ سکھوں کی جماعت مختلف شکلوں میں کام کر رہی ہے۔ ونکالی۔ ببراکالی وغیرہ اور انہوں نے اپنا ایک نظام گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی شکل میں قائم کیا ہے۔ یہ سارے نظام استقلالی ہیں۔ ہندوستان کی سیاسی بیداری اور شورش استقلال کے نام سے۔

ناگپور کے جھنڈے کی جنگ استقلال کے لئے ہے۔ نابھہ اور پٹیالہ کی جنگ استقلال کا کرشمہ تھا۔ آئرلینڈ۔ استقلال کا شکار مصر استقلال کا خواہاں ٹرکی کی جنگیں استقلال کی خاطر ہے حجاز کے جھگڑے استقلال کے لئے فلسطین اور لبنان کے جھگڑے استقلال کے لئے مراکشیوں کی خانہ جنگیاں استقلال کے لئے الغرض آج دنیا استقلال کے لفظ کے لئے اسقدر بے قرار ہے اور اسقدر قربانیاں کر رہی ہے کہ جس کی حد میں ہزاروں لاکھوں انسان دنیا میں استقلال کے لئے مر گئے۔ اور ہزاروں گھر ویران ہو گئے۔ یہ جنگیں شعوب اور قبائل میں بھی ملکوں اور حکومتوں میں ہیں۔

مگر فرداً فرداً بھی آج یہی خیال دنیا کو تنگ کر رہا ہے۔ خواہ کسی نے کچھ کہا تو دوسرے نے کہا کہ تو میری حریت کو کچل رہا ہے۔ الغرض یہ مسئلہ جو ایک نہایت اہم ترین مسئلہ ہے جس سے ساری دنیا سخت بیزار ہو رہی ہے اس مسئلہ پر مختلف طبقوں میں مختلف بحثیں ہوئی ہیں۔ مگر میرے نزدیک مکمل بحث نہیں ہوئی۔ اور بالخصوص جس اسلوب پر ہم آج قلم اوٹھانا چاہتے ہیں۔ اس اصول پر تو جہاں تک ہمارا علم ہے میدان خالی ہے اور کسی نے قلم نہیں اوٹھائی۔ دنیا میں ہر جگہ شور ہے کہ ہم کو استقلال نہیں چاہیئے اور ہمکو آزاد ہو جانا چاہیئے ہم استقلال کی زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ اور مطلوباً ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ آزاد ہو۔ اس پر کسی کی حکومت نہ ہو۔ اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے لئے کوئی قانون نہ ہو۔ اور وہ جو چاہے کرے۔ لیکن یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسان کو ایسے طریق پر بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ چنانچہ فرمایا ان خلقنا الانسان ضعیفاً۔ وہ ضعیف ہے ضعیف ہمیشہ دوسرے کی حفاظت کا محتاج ہوتا ہے۔ اور یہ بات روزمرہ ہمارے مشاہدہ میں آتی رہتی ہے کہ ہم ہر ایک معاملہ میں دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور جب ہمنے دوسرے سے مدد لی۔ ہماری آزادی ہمارا استقلال حقیقةً جاتا رہا۔ مستقل کہتے ہی اسکو ہیں جو دوسروں کا محتاج نہ ہو۔ بلکہ دوسرے اس کے محتاج ہوں۔ پس جبکہ روزمرہ ہم اس استقلال کی بنا کو اپنے ہاتھ سے توڑتے ہیں۔ تو یقیناً ہمارا یہ خیال ایک باطل خیال ہے۔ ہم استقلال کی ہمیشہ دو بڑی تقسیمیں کرتے ہیں

(ا) استقلال تام۔

(ب) استقلال ناقص۔

پھر ہر ایک کی تقسیم تین گروہوں پر کرتے ہیں۔ استقلال شخصی۔ استقلال قومی۔ استقلال ملکی۔ اور اگر مذہب کو جداگانہ مرکز قرار دیں۔ تو استقلال دینی کی بھی ایک جدید شاخ ہو سکے گی۔ ہم پہلے سے ہر قسم کے استقلال پر بحث کرینگے۔ اور اس کے بعد صحیح استقلال پبلک کے سامنے پیش کرینگے جس کی نسبت مجھ کو یقین ہے کہ اس وقت تک اس مسئلہ پر بحث نہیں کی گئی۔

دوسرے وہ استقلال جو ملک کے سامنے مدبران سیاست پیش کر رہے ہیں۔ اسکا خلاصہ یہ ہے۔

(ا) حریت فی الافکار۔ (ب) حریت فی الاعمال۔

حریت فی الافکار کے نیچے بہت سی اشیاء ہیں۔ مثلاً حریت قلم۔ حریت مطبوعات۔ حریت خطب وغیرہ۔ اسی طرح سے حریت اعمال میں بھی بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں۔ اس کے ضمن میں ایک تیسری چیز اور آتی ہے۔ جس کا نام مساوات سب یکساں ہیں کیونکہ سب اپنی اپنی جگہ مستقل ہیں۔ یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کے لئے حقیقی مطالبہ ہے اور ان کے اصل کو نہ جاننے کی وجہ سے دنیا میں بدامنی ہو رہی ہے روس کا بالشویک ازم کیا ہے انہیں تین اشیاء کا غلط نقشہ ہے اور مکمل حریت تبھی ہوتی ہے جب کوئی قانون نہ ہو۔ ایک شخص بازار میں چل رہا ہے اس کی ضمیر اسکو کہہ رہی ہے کہ مٹھائی والے کی دوکان سے مٹھائی اوٹھا لو اور پیسے نہ دے کیونکہ اس کے پاس اسقدر روپیہ ہے تبھی تو اس نے دوکان لگائی ہے۔ اور میرے پاس کچھ نہیں۔ اب یہ شخص وہاں سے ایک چیز اٹھاتا ہے اور وہ اس کے لئے حر ہے یہی وہ اصل ہے جو بالشویک ازم کا ہے۔ راستے چلتے ہوئے ایک شخص کا دل چاہتا ہے کہ وہ کسی کو گالیاں دے یا اس لئے کہ اسکا کندھا اس سے لگ گیا ہے اور کوئی اس کو نہ روکے یہ حریت ہے۔ اور حریت تامہ۔ اگر اس قسم کی حریت انسانوں کو حاصل ہو جائے تو انسان کی زندگی درندوں کی طرح سے ہو جائے اور دنیا میں اسقدر بدامنی ہو کہ جنگل کے وحشی بھی ان سے پناہ مانگیں۔ دنیا میں کوئی مذہب باقی نہ رہے۔ اور کوئی حکومت باقی نہ رہے صرف اور صرف انسان کی فکر اور حریت ہو۔ پس استقلال تام کے معنے ہیں کہ انسان کو دنیا کی چراگاہ میں کھلا چھوڑ دیا جائے۔ اور کسی بات کی اس سے باز پرس نہ ہو جیسے ایک انجن کے اندر سٹیم تیار کر کے اسکو چھوڑ دیا جائے اور کوئی اسکو چلانے والا نہ ہو تو وہ اسطرح سے ادھر ادھر بھاگا پھرے گا کہ بہت سی چیزوں کا نقصان کر کے آخر خود بھی تباہ ہو جائیگا۔

وہ لوگ جو استقلال کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ان سے سوال ہے کہ استقلال سے مراد فوق القانون ہے یا تحت القانون ہے۔ اگر تحت القانون ہے تو وہ قوم جس کو تم نکالنا چاہتے ہو۔ تم اسکے قانون کو دیکھو کہ اسکا قانون بلحاظ قانون ہونیکے ناقص ہے یا کامل۔ یاد رکھو کوئی قوم کسی قوم پر حکومت نہیں کرتی مگر قانون سے پس جھگڑے کے لئے اگر کوئی مرکز ہے تو وہ قانون اسکے اندر اگر نقص ہے۔ وہ اگر امن کو قائم نہیں رکھتا یا اس قانون کی وجہ سے کوئی کسی پر ظلم کرتا ہے یا اس قانون کی وجہ سے کوئی قوم ذلیل ہے تو اس قانون کے خلاف آواز اٹھاؤ۔ [illegible] استقلال کے خلاف ہے۔ کہ استقلال تام تو کبھی ممکن نہیں کیونکہ ہر حالت میں ہم دوسروں کی مدد کے محتاج ہیں۔ جب ہم یہ اسلوب مقرر کریں گے۔ کہ ہم یہ صرف ہماری قوم ہی حکومت کرے۔ اس رنگ میں بہت سے نقص اور بدامنیاں ہوں گی۔ کیونکہ صرف ایک ہی قوم ہندوستان میں آباد نہیں۔ اسلئے ہمکو ایک جمہوریت قائم کرنی ہوگی جس میں سب قوموں کے نمائندے شامل ہوں۔ ہمارا نمائندہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ کہ ملک کے نمائندوں کے سامنے اپنی ضروریات پیش کرے۔ انکو منظور کرنا اور انکو نافذ کرنا وہ سب کے ہاتھ میں ہوگا۔ اول تو استقلال تام کا لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ شخصی آزادی ہو۔ پھر قومی آزادی ہو۔ پھر ملکی آزادی ہو۔ مگر جب کہ اقوام کے نمائندے جمع ہوں گے اور اس نسبت سے جس نسبت سے کہ انکی تعداد ہے۔ مثلاً جہاں مسلمانوں کی تعداد چار فیصدی ہے وہاں پر مسلمانوں کا نمبر صفر کے خانے میں نظر آئیگا۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ ساری آبادی میں ایک مسلمان ممبر ہوگا۔ اور باقی غیر مذاہب تو یہ بات خوب واضح ہو سکتی ہے کہ انکے اسلام کے حقوق کہاں تک محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور جہاں مسلم آبادی اس سے بھی کم ہو وہاں یہی اقوام اس قسم کے قوانین بنا سکتی ہیں۔ کہ یہاں کوئی مسلمان داخل نہ ہو تاکہ ان کے استقلال کو نقصان نہ پہونچے۔ پس جبکہ جمہوریت میں وہی قوم فائدہ اٹھا سکتی ہے جو کہ اس ملک میں واحد ہو جیسے عرب میں سب مسلمان ہیں۔ امریکہ سب عیسائی ہے۔

آئرلینڈ عیسائی ہے۔ مصر مسلمان ہے۔ اگر دوسرے مذاہب میں انکی طاقت کوئی نہیں۔ مگر جہاں اس کے خلاف ہو اس ملک کا ان حالات میں کسی استقلال کے لئے آواز اٹھانا بالکل نقصان رساں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہندو ممبر یا ہندو طبقہ زیادہ ہو تو کیا حرج ہے۔ وہ ہمارے ملکی ہیں۔ تو یاد رہے یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ اس سے ایک تخصیصات کی بحث شروع ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم ہندوؤں پر بھروسہ کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے حقوق پائمال نہیں کریں گے۔ تو یہ بات موجودہ حاکم قوم کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ہمارے حقوق کی طرف توجہ کریں ایک حکومت کو توڑ کر دوسری بنا کر اسپر اعتماد کرنا حماقت ہے۔ اس سے بہتر ہے۔ جو بنی ہوئی ہیں اگر نقص ہے تو اس کو درست کریں۔ الغرض مکمل آزادی فوق القانون کا نام ہے۔ اور فوق القانون ناممکن ہے۔ اس کے معنے ہی جہالت۔ جب تحت القانون ہوئی تو یہ ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہے جس طرح سے ایک شخص کو فوق القانون اختیارات ہوں وہ ظلم کرتا ہے۔ اس طرح ایک قوم جس کا کوئی قانون نہ ہو ظالم ہو جائیگی۔ اور اسی طرح سے ایک ملک مسلمانوں کے سامنے وہ واقعات ہندوستان کے موجود ہیں جنمیں انکی ہمسایہ اقوام نے انپر طرح طرح کے مشکلات کے پہاڑ توڑے۔ وہ قوم جو کہ استقلال نہ ہونے کی حالت میں اسقدر دلیری کر سکتی ہے اس کو اگر استقلال ہے تو وہ کس قسم کے ظلم کریں گی۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کے لئے اسلام نے اور صورت پیدا کی ہے۔ اور وہی استقلال حقیقی ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ہماری تعداد اسقدر نہیں ہے کہ ہم اپنے حقوق کی حفاظت کر سکیں کیونکہ اب بحث طلب حصہ استقلال کا تحت القانون ہے تو ضروری اور اشد ضروری ہے کہ ہم اپنے لئے کوئی جدید مسلک سوچیں۔ اور وہ موجودہ صورتوں سے خالی نہیں۔

(۱) ہم غیر قوموں میں جذب ہو جائیں جس کیلئے ہندو قدم زن ہیں کہ وہ ہمکو اپنے اندر جذب کریں۔

(۲) ہم اپنے حقوق سے دست بردار ہو جائیں۔

(۳) صرف ایک جگہ اپنی طاقت بنا لیں۔

(۴) یا ہم خود حاکم ہو جائیں۔

(۵) یا اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔

اس سے زیادہ کوئی صورت نہیں ہے۔ ہمارے ہندو دوستوں نے ان تمام پہلوؤں پر غور کیا اور عمل کیا سب سے پہلے انھوں نے ہمارے سامنے ہماری طاقت کو کم کرنے کے لئے ہجرت کا سوال رکھا۔ اور مسلمان لیڈروں نے اندھے دھند آمنا صدقنا کہا۔ نتیجہ ظاہر ہے جب ہندوؤں نے دیکھا کہ وہ اسمیں کامیاب نہیں ہوئے خود وہ ہجرت کر نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ ان کے لئے دنیا سخت تنگ ہے۔ دوسری جگہ جا کر وہ خالص ہندو حکومت قائم نہیں کر سکتے تھے۔ پھر انھوں نے صرف اپنی طاقت بنانے کے لئے پہلے کالجوں اور مدرسوں کا بائیکاٹ کرا دیا۔ جس میں زیادہ مسلم نقصان ہوا۔ ہندو قوم نے سوچ لیا کہ مسلمانوں کی آیندہ نسل پر ایک تیز حربہ چلایا جائے جس سے آیندہ طاقت ٹوٹ جائے۔ اور ہم اپنی طاقت جمع کر لیں۔ جب اس میں بھی ناکام ہوئے تو ہم کو جذب کرنے کے لئے ملکانہ کا علاقہ تجویز کیا اور سوچ لیا کہ اسی حصہ سے کام شروع کیا جائے۔ مسلمان آبادی کمزور ہے تا کہ آہستہ آہستہ ہم اسطرف آئیں گے۔ جو بڑا حصہ ہے اور جب متفرق اور کمزور حصہ کو جو دراصل بڑا حصہ ہے ہم ہضم کرینگے تو بڑا حصہ رہ جائیگا۔ جو بالکل کمزور ہو جائیگا۔ اور اس طرح سے ہمکو ہندوستان میں بالکل ہندو حکومت قائم کرنیکا موقع مل سکے گا۔

الغرض ہندوؤں نے ہمارے لئے یہ صورتیں دیکھ کر بہت کوشش کی کہ وہ ہم کو تباہ کر دیں۔ اب مسلمانوں کو خود دیکھ لینا چاہیئے کہ ان کو کس قسم کی زندگی بسر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور انکو ایسے حالات میں اپنے لئے ایک شاہراہ بنانی چاہیئے۔ اور اس قوم سے جو ہمکو کھا جانے کے لئے منہ کھولے ہوئے فوراً کنارہ کشی کرنی چاہیئے۔ ایسے حالات میں اسلام نے ہمکو کیا سکھایا ہے۔ اس کے لئے دوسرے نمبر کا انتظار کریں۔

اصحاب مسیح موعود علیہ السلام

مولوی غلام نبی صاحب

میں نے الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں بعض بزرگوں کی نسبت کچھ لکھنے کا وعدہ کیا تھا اور اسمیں میری اغراض محض آنے والی نسلوں کے لئے ان بزرگوں کی خاکسارانہ زندگی کے حالات کو قلمبند کرنا ہے۔ کیونکہ میری رائے ہے کہ ہمکو اپنے حالات نہایت عمدگی کے ساتھ چھوڑ جانے چاہئیں۔ تا کہ آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے بہت کچھ نمونے پیدا ہو سکیں۔ اور دوسرے جماعت کے اور اس قسم کے بزرگ حضرات کا جو کہ نہایت پاکیزہ نفس رکھتے ہیں تعارف ہو۔

مولوی غلام نبی صاحب قادیان میں بالکل جوانی کے ایام میں آئے۔ اس زمانہ میں آپ طالبعلم تھے۔ قادیان میں ہی ساری تعلیم مکمل کی اور پھر کچھ عرصہ مصر میں رہے۔ قادیان میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اور پھر قادیان میں ہی مدرسہ احمدیہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سے پہلے مدرسہ سے باہر بھی طالبعلموں کو درس دیتے رہے۔ مولوی صاحب کی زندگی توکل الی اللہ کا ایک نمونہ ہے۔ اور اگر کسی شخص نے غور سے زندگی کا مطالعہ کیا ہو تو اس کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ شخص توکل کے کسی مقام پر بیٹھا ہے باوجود اس کے کہ انکو ابتدا میں بہت تھوڑی تنخواہ ملتی تھی، مگر کبھی انہوں نے اس کی شکایت نہ کی اور اسپر بعض اوقات تنخواہ کئی ماہ بعد ملتی تو بھی انکو گھبراتے ہوئے کبھی نہ دیکھا گیا۔

ان کے الٰہی توکل کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں ایک دفعہ وہ بیمار تھے۔ اور انکے لئے طبیب کی رائے تھی۔ کہ وہ کسی پہاڑ پر چلے جاویں۔ روپیہ انکے پاس نہ تھا۔ ادھر وہ عزم کر چکے تھے کہ کل میں چلا جاؤں گا میں چونکہ ان کا شاگرد تھا اور پھر وہ مجھ سے ہمیشہ سے اسطرح محبت کرتے چلے آئے جیسے شفیق باپ یا مہربان اُستاد۔ انھوں نے مجھ سے ان لفظوں میں ذکر کیا شیخ صاحب کوئی روپیہ تو نہیں ہو گا؟ میں کل علاج کے لئے پہاڑ پر جانا چاہتا ہوں۔ اور اسوقت روپیہ میرے پاس نہیں۔ تنخواہ صرف ایک ماہ کی ملی تھی وہ دکانداروں کو دیدی ہے۔ میں اسوقت انکو چلاتا تھا مگر افسوس اسوقت روپیہ میرے پاس نہ تھا۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ مولوی صاحب قرآن کریم لیکر اور غالباً بخاری یا نورالدین اور انجیل۔ اور ایک کمبل لیکر ٹھیک اسوقت سفر اختیار کیا جسکا عزم تھا۔ اس سے جہاں مولانا کی توکل کا پتہ لگتا ہے وہاں عزم کا بھی پتہ چلتا ہے۔ روپیہ یا پیسہ مولانا کے عزم کے راستے میں کبھی روک نہ ہوا۔ اس سے ممکن ہے کسی کی طبیعت اسطرف چلی جائے کہ مولانا نے پھر سفر میں کس طرح گزارہ کیا۔ جبکہ پیسہ پاس نہیں تھا۔ کیا انہوں نے مانگ کر گزارہ کیا۔ یہ فکر بالکل باطل ہے۔ میں نے خوب باریک نگاہ سے دیکھا ہے کہ مولانا سوال سے اسقدر گھبراتے ہیں جس کی حد نہیں۔ قادیان میں رہتے ہوئے جہاں ہر طرف انکے دوستوں کی ایک جماعت ہے وہ سوال نہیں کرتے۔ دوکانداروں سے انکے کھلے حساب نہیں ہیں۔ جہانتک میرا علم ہے مولوی محمد عارف صاحب جو کہ مولوی صاحب کی طرح درویشانہ زندگی گزارنے کے علاوہ خلیفہ اول کے شاگردوں کی صف میں شمار ہیں۔ سے کبھی کوئی چیز لے لیتے۔ یا مولوی غلام رسول افغانی سے۔ کیونکہ وہ بھی حضرت خلیفہ اول کے شاگرد ہیں اور اسطرح مولانا کے کلاس فیلو یا دوست ہیں۔ وہ بھی مولانا کا اکثر اس احتیاط سے ہوتا کہ جس کو تنخواہ پر فوراً ادا کر دیا وہ تقاضا کرنے والے شخص سے نہ حساب رکھتے اور نہ اتنا حساب ہی لیا رکھتے کہ تقاضا ہو۔

ہندو مسلم اتحاد

شدھی اور سنگھٹن

آجکل شدھی اور سنگھٹن کا زور ہے۔ اور اسپر ملک میں فتور رہا ہے۔ ان دونوں تحریکوں کو جس طریق پر جس نیت سے ہندوؤں نے چلایا ہے۔ اس کے نتائج واقعات کی صورت میں عیاں ہو رہے ہیں۔ انہیں کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔ جب ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ آتا ہے۔ تو شدھی اور سنگھٹن کی عجیب و غریب تاویلیں کی جاتی ہیں۔ پرتاپ ۷ ستمبر میں ایک لیڈنگ آرٹیکل اس موضوع پر چھپا ہے جس کا کچھ حصہ ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ تا معلوم ہو کہ باوجود کافی احتیاط کے جو اصل مقصد ان تحریکوں کا ہے۔ وہ چھپ نہیں سکا۔ ہم پرتاپ کے ممنون ہیں۔ کہ اس نے دبے الفاظ میں یہ تو اقرار کر لیا ہے کہ سنگھٹن مسلمانوں پر دباؤ ڈالنے اور اپنی جسمانی طاقت کے مظاہرہ بلکہ اکثر صورتوں میں اسکے ناجائز استعمال کے لئے ہے۔ شدھی کوئی مذہبی بنا پر شروع نہیں کی گئی بلکہ اپنی تعداد بڑھانے کے لئے یہ مقصد جس قدر ناپاک اور امن عامہ میں خلل انداز ہیں۔ وہ ظاہر ہیں نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ ہندو اتحاد کے لئے کہاں تک قربانی کے لئے تیار ہیں۔ وہ مسلمانوں کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔ مگر اب کچھ نہیں چھوڑنا چاہتے۔

سوامی شردھانند کا ایک ایسے جلسہ میں جو بنا اور بنا لیا جاتا ہے جس میں ہندو اور مسلم کانگرسی لیڈروں کو ایڈریس پیش کیا گیا۔ وہ اتفاقی اسباب کا ثبوت ہے کہ کرتہ ہوائی صلح کی خواہش سے پر تھا۔ یہ خبر بڑی دل خوش کن ہے۔ لیکن باوجود اسکے ہمارے دل کی مرجھائی ہوئی کلی نہیں کھلی۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہندو مسلم اتحاد ہو۔ یہ بات نہیں کیونکہ ہم تو بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ اس کی جب تک ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں نہ کٹیں گی۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم موجودہ ہندو مسلم اختلافات کو سطحی نہیں سمجھتے۔ ان کے لئے زبردست وجوہات ہیں۔ اگر اختلافات ہندو مسلم کانگرسی لیڈروں کے درمیان ہوتے اور ان کا دور کرنا ان کے اختیار میں ہوتا تو اسوقت تک دور ہو گئے ہوتے۔ لیکن ان اختلافات کو دور کرنا صرف چند اشخاص کے ہاتھ میں نہیں۔ جب تک اصل وجوہات دور نہ ہونگی تب تک اختلافات کا دور ہونا ناممکنات سے ہے۔ ہم انکار نہیں کرتے کہ اسوقت ہندوؤں کے دل بھی مسلمانوں کی طرف سے پھر چکے ہیں۔ اور اسمیں کوئی تعجب نہیں۔ ملتان۔ امرتسر۔ پانی پت۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ آگرہ۔ اور شاہجہانپور وغیرہ مقامات میں جو سلوک مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ کیا ہے اس کو وہ بھلا نہیں سکتے۔ اگر کوئی ہندو لیڈر جو اسوقت تک مسلمان عوام کے سلوک کا ویسا ہی شاکی تھا جیسا کہ عام ہندو۔ انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کرے کہ میری مسلمان لیڈروں سے صلح ہو گئی ہے اسلئے اب تم بھی سمجھ لو کہ مسلمان عوام تمہارے ساتھ ناواجب سلوک نہ کرینگے۔ تو یہ ان کی سمجھ میں آنا مشکل ہے۔ ہندو اپنی تمام پرانی تلخیاں بھلانے کو تیار ہیں۔ لیکن کسی ایک شخص کے کہنے پر نہیں چاہے وہ کوئی ہو۔ بلکہ مسلمانوں کے طرز عمل کو دیکھ کر ہندو ایک ایسی فراموش قوم ہے کہ اگر انہیں یقین ہو جائے کہ مسلمان واقعی انہیں اپنا بھائی سمجھنے لگے ہیں۔ تو وہ ملتان اور سہارنپور کو فوراً بھلا دیں۔ لیکن مسلمانوں کو ایسے طرز عمل پر مائل کرنا جس سے ہندوؤں کے شکوک دور ہو جائیں۔ حکیم اجمل خان یا کسی اور کانگرسی لیڈر کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کے ورغلانے والے اور ہیں۔ اور جب تک انہیں عقل نہ آئے تب تک مسلمانوں کا ہندوؤں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا ناممکن ہے۔ اگر حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر انصاری جیسے مسلم لیڈر مسلمانوں کو اس بات پر تیار کر لیں کہ وہ ہندوؤں کو اپنا بھائی سمجھیں گے اور ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں گے تو زہے قسمت ہندو بھی قدم بڑھاتے اور بغلگیر ہونے کو تیار ہیں۔ لیکن اب محض زبانی جمع خرچ سے کام نہ چلیگا۔ بلکہ اس کیلئے کوئی ٹھوس چیز چاہیئے۔ پچھلے ایک سال کے عرصہ میں ہندوؤں نے دیکھ لیا کہ انہیں زندہ رہنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک جسمانی طور پر دوسری تعداد کے لحاظ سے مضبوط ہونیکی۔ اور یہ دونوں چیزیں اسوقت تک حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک کہ ہندوؤں میں سنگھٹن نہ آئے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے جگہ جگہ مار کھائی اسلئے کہ وہ جسمانی طور پر کمزور تھے۔ اور انمیں کوئی سنگھٹن نہ تھا وہ کسی بھی کام کے لئے متفق نہ ہو سکتے تھے دوسری طرف میاں فضل حسین کی پالیسی کی وجہ سے پنجاب میں ہندوؤں کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی تعداد کم ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ مسلمان ہر سال ترقی کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی تعداد میں کمی آ رہی ہے پہلی کمزوری کو دور کرنے کیلئے جہاں ہندوؤں کے اندر سنگھٹن کی تحریک شروع ہوئی ہے۔ اور ہر ایک جگہ اکھاڑے اور ہنومان دل کھل رہے ہیں وہاں دوسری کمزوری کو دور کرنے کیلئے شدھی کا دروازہ کھولدیا گیا ہے۔ نہ صرف ہندو ان لوگوں کو ہی اپنی چھاتی سے لگانے کو تیار ہو گئے ہیں جو حقیقت میں ہندو ہیں لیکن جنکا شمار انکی غلطی سے مسلمانوں میں ہو رہا ہے بلکہ ان لوگوں کو بھی واپس لینے کو تیار ہیں جنکے آباؤ اجداد ہندو تھے یاد رہے کہ کوئی سمجھوتہ ان دو تحریکوں کی قربانی پر نہیں ہو سکتا ہندو کسی کے کہنے پر بھی ان دو تحریکوں کو چھوڑنے کو تیار نہ ہونگے کیونکہ یہ انکا پیدائشی حق ہے جس میں کسی کی دست اندازی واجب نہیں۔ اور نہ ہی وہ اس سے محروم ہونیکو تیار ہیں۔ اس ایک معمولی سی شرط پر ہم ہر وقت مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کرنیکو تیار ہیں پچھلے ایک سال کے اختلافات سے سوراجیہ کی تحریک کو بہت ضعف پہونچا ہے ملک کی خوش قسمتی سمجھی جائیگی اگر یہ دور ہو جائیں۔

سنگھٹن پر کانگرس کے خاص اجلاس سے پہلے کے چند خیالات

حضرات! جیسا کہ ۱۹۱۷ء میں میں نے اپنے تمام ہم مذہبوں کے مسلک کے خلاف اپنی صدا بلند کی تھی اور ان کی مخالفت کا خوف مجھے اظہار حق سے نہ روک سکا ٹھیک اسی طرح آج میں اپنا پہلا فرض سمجھتا ہوں کہ ان تمام بھائیوں کے خلاف اپنی صدا بلند کروں جو ہندو سنگھٹن کی تحریک کے علمبردار ہیں۔ میں ابتدا سے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ جو دماغی حالت اس وقت مسلمانوں کے سیاسی حلقوں کی تھی۔ ٹھیک ویسی ہی حالت ان ہندو حضرات کی ہو رہی ہے۔ وہی دلائل آج بھی سنائے جا رہے ہیں۔ وہی اسباب و بواعث آج بھی انکی زبان پر ہیں۔ مسلمانوں کا خیال ان کے ساتھ تھا۔ کہ ان کی تعداد کم ہے اس لئے ان لوگوں کو برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں جن کی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے۔ میں بلا کسی تامل کے صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہمیں ہندوستان میں نہ کسی ہندو سنگھٹن کی ضرورت ہے نہ مسلم سنگھٹن ہمیں صرف ایک سنگھٹن کی ضرورت ہے اور وہ انڈین نیشنل کانگرس ہے۔

میں اسوقت اس معاملہ کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا جو دلائل ان تحریکات کی تائید میں بیان کئے جاتے ہیں جن کی صحت سے بالکل انکار ہی کیا جاتا ہے کہ چونکہ فلاں فلاں شہر میں فسادات ہوئے اور انمیں ایک فریق کا نقصان زیادہ ہوا اسلئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے فریق کے مقابلہ میں اپنا علیحدہ سنگھٹن کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک لمحہ کیلئے بھی یہ طریق استدلال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ہندوستان کی ہر جماعت اپنے نقصانات کی ایسی ہی ایک فہرست تیار کر سکتی ہے اور اسکے بعد سنگھٹن کا اعلان کر دے سکتی ہے اگر بمبئی کے گذشتہ بیس سال کے واقعات پر نظر ڈالی جائے۔ تو کئی فسادات ایسے ملیں گے جو خود مسلمانوں کے دو فریقوں میں ہوئے ہیں اور ایک فرقہ نے دوسرے کو اچھی طرح لوٹا اور قتل کیا ہے:-

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **ملفوظات** اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے اسوقت تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں حضرت اقدس کے مخلص اور جان نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں۔ ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ **میری** قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے ترتیب دے رہا ہوں چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں **مکتوبات احمدیہ** کی چھٹی جلد ستمبر ۱۹۲۳ء پریس میں انشاء اللہ چلی جائے گی۔ اس جلد میں **حضرت چودھری رستم علی خانصاحب** کے نام مکتوبات ہیں۔

چودھریصاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **خدائیوں** میں سے تھے اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ایک منٹ کیلئے بھی کوئی ابتلا نہ آیا اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولی حقیقی سے جا ملے۔

میں چاہتا ہوں کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھدوں۔ اسلئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے **سوانحعمری** کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب کثرت سے انکو خریدا کریں۔ درخواستیں **دفتر الحکم** میں بھیجی جاویں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں لیکھرام مقتول نے اس پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے شدھی کی تحریک کی **بنیاد** اسی پر رکھی ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے اس کتاب میں اس مسئلہ کی حقیقت **علمی** اور **تاریخی** حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے کہ بے اختیار مصنف کی محنت اور ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بیحد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے کتاب **قابل دید** ہے اور اسکی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے ۱۱۲ صفحہ کی کتاب ہے اور عہ مجلد کے حساب سے دفتر الحکم قادیان سے ملے گی۔

محصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔ یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اورینی (مونگیری) کی تالیف ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مجربات

(۱) حب مسیحی عطیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مقوی معدہ۔ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و درد مفاصل و قبض و خرابی حیض اور بچوں کے امراض درد شکم قبض بخار کھانسی ڈبہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی سیکڑہ عہ۔

(۲) کشتہ طلا۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے اعضاء رئیسہ دل۔ دماغ معدہ جگر اور نظام عصبی کی تقویت کے لئے بے نظیر چیز ہے اور حفظ صحت کیلئے اکسیر۔ قیمت فی خوراک اور فی سیکڑہ خوراک ننگ روپیہ۔

(۳) حب مقوی اعصاب۔ کل نظام عصبی کے رفع ضعف کے لئے ضعف دماغ ہو یا معدہ یا اور دیگر اعصاب میں سستی ہو ان سب کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی درجن ۱۲ر فی سیکڑہ اضر۔

(۴) روغن اکسیر۔ زائل شدہ عصبی طاقتوں کو پھر اصلی حالت پر لانے کے لئے اور تمام بد اعتدالیوں کے تدارک کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی عہ (۵) معجون شاہی۔ ہر قسم کے زائل ہونیوالی مادہ کو روکنے اور بحال رکھنے کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی خوراک عہ (۶) اکسیر یمنی۔ پیشاب کی جلن۔ پیپ اور اسکے متعلقہ زخموں کے لئے بے نظیر دوائی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ تمام عوارض کو ایک ہی ہفتہ میں دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی ہفتہ عہ (۷) اکسیر نسوان جو ایام ماہواری کی بیقاعدگی اور درد اور تمام تکالیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ عہ

نوٹ۔ ہم نے اوپر کی ادویہ کے خواص بیان کرنے میں خصوصیت سے برعایت تہذیب عمداً اشارات سے کام لیا ہے۔ ان تمام امراض مردانہ اور زنانہ کے لئے جنمیں آج ایک دنیا مبتلا ہے۔ اور جن کو لوگ طبیبوں کے سامنے بیان کرتے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تیار رہتی ہیں۔

خاکسار

حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ مجھے اعتماد ہے کہ اخلاص اور محنت سے طیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہونگی۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود اور خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ

یہ سرمہ ککروں کیلئے۔ ابتدائی موتیابند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو نظر کمزور ہو انکے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ فی تولہ۔ ممیرا عہ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اوسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سرمہ واپس کر دے میں اس کی قیمت واپس کر دونگا اس کے مجرب ہونے پر چند شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا نیز حضرۃ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں اس سرمہ سے انکو غیر معمولی فائدہ ہوا (محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں نہایت ہی عمدہ سرمہ ہے۔ (اللہ دین احمد سابق گز ہا تا نگا توپخانہ جنگی)

(۳) میں نے ۱۹۰۱ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور ۱۹۲۳ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ (خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائلپور ڈاکخانہ گگو ماہل کسایب)

(۴) میں نے سید احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خرید ا جسکو میں نے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا سب نے اسکی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ (عبد الرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان)

(۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بفضلہ تعالیٰ اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر کامل ہو گئی ہے میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ (خادم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ شبراتی صبیان)

(۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی خود استعمال کیا اور نیز اپنے رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ اس سرمہ کو مفید پایا۔ تیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنیکے بعد دور ہوا۔ (فضل کریم اسسٹنٹ۔ حیدرآباد دکن)

سنت سلاجیت۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ سے استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ قسم دوم ۸ر فی تولہ۔

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **ملفوظات** اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے۔ اس وقت تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس کے مخلص اور جان نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں۔ ان کی اشاعت کا تو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ **میری** قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے ترتیب دے رہا ہوں چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں **مکتوبات احمدیہ** کی چھٹی جلد ستمبر ۱۹۲۳ء میں پریس میں ان شاء اللہ چلی جائے گی۔ اس جلد میں **حضرت چودھری رستم علی خان صاحب** کے نام مکتوبات ہیں۔

چودھری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **فدائیوں** میں سے تھے اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ایک منٹ کیلئے بھی کبھی کوئی ابتلاء نہ آیا اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔

میں چاہتا ہوں کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھ دوں۔ اسلئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے **سوانح عمری** کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب کثرت سے ان کو خرید کریں۔ درخواستیں **دفتر الحکم** میں بھیجی جاویں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں بلکہ لیکھرام مقتول نے اس پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے شدھی کی تحریک کی **بنیاد** اسی پر رکھی ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کی حقیقت **علمی** اور **تاریخی** حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے کہ بے اختیار مصنف کی محنت اور ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بیحد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے۔ کتاب **قابل** دید ہے اور اس کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے ۲۱۱ صفحہ کی کتاب ہے اور عمر(؟) جلد کے حساب سے دفتر الحکم قادیان سے ملے گی۔

محصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔ یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اورینی (مونگیری) کی تالیف ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے

مجربات

(۱) حب مسیحی عطیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مقوی معدہ۔ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و درد مفاصل و قبض و خرابی حیض اور بچوں کے امراض درد شکم۔ قبض بخار کھانسی ڈبہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی پیکٹ عہ

(۲) کشتہ طلاء۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے اعضاء رئیسہ دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر اور نظام عصبی کی تقویت کے لئے بے نظیر چیز ہے اور حفظ صحت کیلئے اکسیر۔ قیمت فی خوراک اور فی پیکٹ ۳۰ خوراک مبلغ ۳ روپیہ۔

(۳) حب مقوی اعصاب۔ کل نظام عصبی کے رفع ضعف کے لئے ضعف دماغ ہو یا معدہ یا اور دیگر اعصاب میں سستی ہو ان سب کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی پیکٹ ۱۲ رفی پیکٹ عہ

(۴) روغن اکسیر۔ زائل شدہ عصبی طاقتوں کو پھر اصلی حالت پر لانے کے لئے اور تمام بداعتدالیوں کے تدارک کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی عہ (۵) معجون شاہی۔ ہر قسم کے زائل ہونے والے مادہ کو روکنے اور بحال رکھنے کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی خوراک عہ (۶) اکسیر یمنی۔ پیشاب کی جلن۔ پیپ اور اس کے متعلقہ زخموں کے لئے بے نظیر دوائی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ تمام عوارض کو ایک ہی ہفتہ میں دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی ہفتہ عہ (۷) اکسیر نسواں جو ایام ماہواری کی بیقاعدگی اور درد اور تمام تکالیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ عہ

نوٹ۔ ہم نے اوپر کی ادویہ کے خواص بیان کرنے میں خصوصیت سے برعایت تہذیب عمداً اشارات سے کام لیا ہے۔ ان تمام امراض مردانہ اور زنانہ کے لئے جنمیں آج ایک دنیا مبتلا ہے۔ اور جن کو لوگ طبیبوں کے سامنے بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تیار رہتی ہیں۔

خاکسار

حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ مجھے اعتماد ہے کہ اخلاص اور محنت سے طیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہونگی۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود اور خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ

یہ سرمہ ککروں کیلئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو نظر کمزور ہو ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ تولہ۔ ممیرا ۱ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اس نے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو تو سرمہ واپس کر دے میں اس کی قیمت واپس کر دونگا اس کے مجرب ہونے پر چند شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا نیز حضرۃ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں اس سرمہ سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا (محمد اسمٰعیل مولوی فاضل وقتی فاضل)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں نہایت ہی عمدہ سرمہ ہے۔ (اللہ دین احمدی سابق گزہانا کانگ توپخانہ جنگی)

(۳) میں نے ۱۹۲۱ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور ۱۹۲۳ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ (خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائلپور ڈاکخانہ گگو ماہل کسایب)

(۴) میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خرید اس کو میں نے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا سب نے اسکی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ (عبدالرؤف ہیڈ کلارک ہائی سکول قادیان)

(۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بفضلہ تعالیٰ اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر کامل ہو گئی ہے میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ (خادم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ شیرانی صیان)

(۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی خود استعمال کیا اور نیز اپنے رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ اس سرمہ کو مفید پایا۔ نیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنیکے بعد دور ہو گیا۔ (فضل کریم اسسٹنٹ حیدرآباد دکن)

ست سلاجیت۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ سے استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ قسم دوم ۸ر فی تولہ۔

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور۔ (پنجاب)

کیا تم مجاہد بننے کو طیار ہو

بگو شیدائے جواناں آبرو دیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

احمدی جماعت نے فتنۂ ارتداد کے انسداد میں جس اخلاص و ایثار کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا ہے وہ اسلامی تاریخ کا ایک زرین باب ہوگا اپنوں اور غیروں نے جماعت کے کام کو جس نظر سے دیکھا ہے اس کے لئے ہندوستان کا اسلامی پریس شاہد ہے۔

مگر کیا احمدی جماعت فی الحقیقت اپنے فرض کو ادا کر چکی ہے اور اسکا کام ختم ہو گیا ہے میں جہانتک غور کرتا ہوں اور حضرت امام کے خطبات اور خطبات و تقریروں نے جو سبق ہمیں دیا ہے اور جو میدان پیدا ہے۔ اس نے کھلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہمارا کام کبھی ختم نہیں ہو سکتا

اسلئے کہ ہماری زندگی کا مقصد اور ہمارا نصب العین بہت بلند اور عالمگیر ہے۔ میدان ارتداد میں کام کرتے ہوئے ہمیں سات ماہ ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں مختلف قسم کی مشکلات میں سے گذرنا پڑا اور اب ان مشکلات کو خدا کے فضل سے ہم طے کر چکے ہیں اور وقت آ گیا ہے کہ اب ہم اپنے کام کو صحیح معنوں میں شروع کریں اس وقت تک ہم ان مشکلات کا ذکر کرتے تھے جو ہماری راہ میں تھیں اب ہم مشکلات پر بحث نہ کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان اور رحم سے جماعت کو توفیق دی کہ وہ مشکلات سے گھبرائے نہیں بلکہ مردانہ وار مقابلہ کرے اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی مومن کے لئے ہر ترقی کے میدان میں جانیکے لئے ابتدائی مشکلات اور روکوں کا آنا ضروری ہے۔ اور اسی اصول کے موافق ہم پر آزمائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ہماری مدد کی۔ ہماری قوتوں کو مضبوط کیا ہمارے دلوں پر سکینت نازل کی۔ اور وہ مشکلات آسان ہو گئیں۔

جب میں یہ کہتا ہوں تو اس سے یہ مراد نہیں کہ مشکلات باقی نہیں ہیں اور بہت ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ہمارے قلوب کو قوت دی ہے کہ انپر ہماری نظر ہی نہیں پڑتی اور ہم آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ حالات میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ وہ اسلامی جماعتیں جو کسی ایک یا دوسری وجہ سے ہماری مخالفت کر رہی تھیں انہوں نے اسلامی مقصد کی اہمیت کو سمجھ لیا ہے اور ان کی طرف سے اچھے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اگر اتحاد کی رو اسطرح چل پڑی تو وہ وقت خدا کے فضل سے بہت قریب ہے کہ

گوہر مقصود ہاتھ آ جائے گا

اسلئے ضرورت ہے کہ ہم اپنی قوت اور رفتار کو اور بھی تیز کر دیں دوسری طرف بنارس کی مہاسبھا کا اجلاس بھی بنارس کے ہندوؤں نے مذہبی کتابوں کی بنا پر شدھی کی دستور مخالفت کی ہے کہ یہ کام شدھی کے علم برداروں کے لئے آسان نہیں بلکہ مشکل تر ہو گیا ہے۔

ان امور کا تذکرہ میں نے اسلئے نہیں کیا کہ میں انکو اہم سمجھتا ہوں۔ بلکہ واقعات اور حالات موجودہ کے سلسلہ میں یہ لکھا ہے۔ اس سے ہمکو اپنے کام کو آسان نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ زیادہ اہم اور مشکل قرار دینا چاہیئے کہ اب دشمن پہلے سے زیادہ قوت اور طاقت کے ساتھ اس میدان میں سرگرم نظر آئیگا۔ اور اگر اب ہم نے ذرا بھی سستی کی تو نتیجہ افسوسناک ہوگا۔ اسلئے جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کام کو پہلے سے زیادہ قوت اور جوش کے ساتھ کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے پچھلے خطبہ پر غور کرو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ

وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔

وہ نرے مبلغ نہیں مجاہد مانگتا ہے۔ کیا تمہارے دل استقدر سخت ہیں (خدا نہ کرے کہ ہوں) کہ تم اسکے منہ سے یہ بات سنو کہ

مجھے کتنی شرم آئی جبکہ ایک شخص نے مجھے لکھا کہ آپ کی جماعت میں مبلغ تو ہیں لیکن مجاہد بہت کم ہیں۔ یہ ایسی طنز تھی کہ اسکی بجائے اگر وہ شمشیر سے ہمیں قتل کر دیتا تو بہتر تھا۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو سلسلہ عالیہ کا امام اپنی جماعت کو خطاب کر کے کہتا ہے۔ کیا خدا کے نے غیور جماعت۔ اور اسلام کی خدمت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی مدعی جماعت۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی جماعت ان الفاظ کو دنیا کی ہر متاع سے پیاری بلکہ جان سے بھی عزیز تر امام کے منہ سے سنکر خاموشی سے گذر جائے گی؟ یا مجاہدین کی ایک جماعت اس اعتراض کرنے والے کو بتا دیگی۔ کہ خدا کے برگزیدہ فرستادہ کی جماعت

مبلغ ہی نہیں مجاہد جماعت ہے

یہ بات الفاظ سے نہیں بتائی جا سکتی بلکہ اسکا ثبوت عمل سے ہونا چاہیئے

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعان را گزیں

حضرت امام کے ان الفاظ کو سنکر میں تو ایک منٹ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ ہم گھروں میں آرام سے بیٹھے رہیں اور خدمت دین کے لئے وہ روح لیکر نہ کھڑے ہو جائیں جو حضرت امام کے الفاظ میں موجود ہے۔ یہ نئی بات نہیں جو آج تم نے سنی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشا کی تجدید ہے وہ بھی یہی چاہتا تھا کیا اس نے نہیں کہا کہ

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے۔

وہ کیا ہمارا اسی راہ میں مرنا جب تک ہم اس قربانی کیلئے طیار نہیں ہو جاتے اور یہ سپرٹ ہم میں پیدا نہیں ہوگی حقیقت میں اسلام کے احیا کا دعوی ایک دعوی ہوگا جو اثر نہیں سے زیادہ وقعت نہیں رکھیگا۔

ہماری ذمہ واری روز بروز بڑھ رہی ہے اور ہم اگر اسوقت تغافل شعار ہونگے تو ہماری جوابدہی نازک ہوتی جائیگی حضرت امام نے تبلیغ کے فرض کو ہم پر لازم کر دیا۔ اور ہر شخص کو ایک ماہ سال بھر میں دینا ہوگا۔ یہ تو خیر بھی اسکا رحم اور کرم یقین کرتا ہوں۔ ہم نے اس کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہے۔ ہمارا کوئی عذر نہیں سنا جا سکتا۔ اگر وہ ساری زندگی اس مقصد کیلئے لے۔ لیکن وہ رحم کرتا ہے۔ اور صرف ایک ماہ کے لئے حکم دیتا ہے۔ اس لازمی خدمت میں کوئی شخص انکار کرنیکی جرأت نہیں کر سکتا۔

ضرورت اسی بات کی تھی کہ ہم پر لازمی خدمت کا وقت نہ آیا ہوتا ہم خود اپنے عمل سے اس لزوم کا ثبوت دیدیتے۔ ہماری غفلت کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ لازمی خدمت عاید کی جاتی ہے جس اٹھ کھڑے ہو کر اب بیٹھنے کا وقت نہیں۔ جس ہمت جس جوش اور جس سرگرمی سے زندگیاں وقف کرنیکا اعلان کر کے کھڑے ہوئے تھے اس سے زیادہ جوش زیادہ سرگرمی اور جوشی کے ساتھ اب مجاہدین کی جماعت اٹھے گی۔

میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں اور اپنی غلطی کا علی الاعلان اقرار کرتا ہوں کہ وقف کنندگان کے لئے ترتیب کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکا کیونکہ جماعت میں ۴ سو سے زیادہ وقف کنندگان کی تعداد ایسی نہیں کہ ہم خود مباہات سے اسکا اظہار کر سکیں۔ اور پھر جبکہ انہیں ایسے بھی ہوں کہ

وقت پر پیچھے ہٹ گئے ہوں

کیا انہوں نے قرآن مجید میں قاعدین کے متعلق خدا تعالیٰ کے وعید نہیں پڑھے کیا وہ اس سے ناواقف ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کر کے اسکو پورا نہ کرنیوالے کا انجام کیا ہوتا ہے اگر ان سے اس قسم کی کمزوری کا صدور ہوا ہے۔ تو اس کی تلافی کریں اور ایسی تلافی کہ وہ تلافی کہلا سکے۔ انہوں نے نہایت نازک حالت پیدا کر لی ہے یہ تو خدا کا احسان ہے کہ انہیں اس قسم کی سزا نہیں ملی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملی اور جسکا ذکر صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں ہے۔

پس ضرورت ہے۔ تبدیلی کی ضرورت ہے۔ بالکل خدا کیلئے ہو جانے کی ضرورت ہے خدا کی راہ میں سب کچھ دیدینے کی۔ میں حضرت امام کے اس خطبہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ان الفاظ کو پڑھو جو اوپر نقل کئے ہیں پھر اپنا امتحان کرو اور اپنے دل سے سوال کرو کہ

وہ مجاہد بننے کو طیار ہے یا نہیں

اگر شرح صدر کے ساتھ ہاں اور خدا کی آواز آئے تو تمکو مبارک کہ ورنہ خطرہ ہے کہ ہم خدا کے حضور مقرب نہ ہوں۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔ آمین۔ ہمارا فرض اہم ہو گیا ہے اور ہمارا مقام نازک۔

مبارک وہ جو اٹھے اور آگے بڑھے

دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا

مصری مجاہد کا اخبار قصر النیل آ گیا

مصری ڈاک مجاہد مصر کے اخبار قصر النیل کو لیکر آئی ہے اور اب انشاء اللہ العزیز امید ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہر ہفتہ کی ڈاک میں اخبار آتا رہیگا۔ اخبار فی الحال آٹھ صفحہ پر شائع ہوا ہے اور یہ باتصویر اخبار ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے ہر دو خلفاء کے فوٹو دیئے گئے ہیں۔

مجھکو اخبار کے متعلق اور کچھ کہنا نہیں صرف یہ بتانا ہے کہ اسوقت مصر میں اخبار کی سخت ضرورت تھی۔ حزب الوطنی نے جو فتنہ اٹھایا ہے اسکے دفعیہ کیلئے خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو وہ مکتوب لکھنا پڑا جو الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ مصر میں احمدیت کیلئے ایک جوش پایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہ جوش با برکت اور کامیابی کا موجب ہوگا۔ مصر میں اخبار کی ضرورت عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسکے لئے راہ کھولدی ہے۔ میں بڑے زور سے اپنے خاص احباب کو خصوصاً اور تمام ناظرین کو عموماً توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد قصر النیل کے لئے کم از کم چھ سو خریدار ہندوستان میں مہیا کر دیں۔ یہ تعداد اخبار کے بقا کیلئے انشاء اللہ مدد دیگی۔ جیسا میں چھ سو کہتا ہوں تو یہ مراد نہیں کہ اسی قدر تعداد کافی ہوگی نہیں یہ تو کم از کم تعداد ہے اور مجھکو اپنے مولا کریم پر بھروسہ ہے کہ جلد یہ تعداد پوری ہو سکے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک بار الہام ہوا تھا۔ **دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا**۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ **الہام** قصر النیل ہی کے اجراء کی صورت میں پورا ہو۔ بہرحال ضرورت ہے کہ چھ سو خریدار بہت جلد پورے ہوں یہ چھ سو بزرگ فتح مصر کے اسباب میں زبردست سبب ہونگے۔

نہایت ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ایک نہایت مخلص اور سرگرم اشاعت بھائی کا ذکر نہیں کرونگا۔ مولوی حافظ سید عبد العلی صاحب وکیل حیدرآباد دکن، بہت ہی پیچھے اس سلسلہ میں آئے ہیں مگر سلسلہ کی اشاعت کے لئے انہیں اسقدر جوش ہے کہ وہ نہایت خاموشی کے ساتھ بہت بڑی مالی قربانی کرتے رہتے ہیں سلسلہ کے اخبارات اور کتابیں وہ خریدتے ہیں اور لوگوں کو دیتے ہیں اکثر ونکے نام اخبارات اپنی جیب سے جاری کراتے ہیں۔ مصری اخبار کے لئے بھی انہوں نے اپنی وسعت سے بہت بڑھ کر مدد دی ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس اظہار سے ناخوش ہونگے۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ جماعت ایسے مخلص فی الدین بھائی کو اپنی دعاؤں سے محروم رکھے۔ وہ اپنا کام نہایت خاموشی سے کرنیکے عادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکے اموال میں برکت دے۔ آمین

۶۰۰ خریداروں کا مطالبہ بہت ہی کم مطالبہ ہے جس کے پورا کرنے میں بہت جلدی کرنی چاہیئے۔ مگر کوئی درخواست بدوں قیمت پیشگی درخواست نہ سمجھی جاوے گی۔ اسلئے احباب اپنی درخواست کے ساتھ دس روپیہ کا منی آرڈر بھی ارسال کریں دفتر الحکم ذمہ وار ہے کہ وہ انکی قیمت منزل مقصود پر پہونچا دے مگر اسلامی اخبار قصر النیل سے پتہ ذیل پر ہو۔

الشیخ محمود احمد احمدی مدیر قصر النیل ۱۵۹ شارع قاہرہ (مصر)

المنعم بالله (؟)

مصری مجاہد کا خط اپنی والدہ کے نام

مصری مجاہد کے تازہ ترین مکتوبات میں سے میں بعض جملے اسلئے درج کر رہا ہوں کہ وہ جماعت کو اپنے آقا اور مطاع امام سے محبت پیدا کرنیکا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور اپنی خواہشات پر اس کی مرضی کو مقدم کرنے کے لئے محرک ہو سکتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے عزیز مکرم محمود احمد سلمہ اللہ احد کو اس راہ سعادت پر چلنے کی توفیق دی ہے۔

ماں کی محبت اور مامتا مشہور ہے۔ مجاہد مصری کو اس کی والدہ نے خط لکھا تھا اور دریافت کیا تھا کہ تم کب آؤ گے؟ اس کے جواب میں اس نے جو خط لکھا ہے میں چاہتا ہوں الحکم کے پڑھنے والے بھی اس لطف اور ذوق میں شریک ہوں جو میں اٹھا رہا ہوں۔

اقتباس از مکتوب

اماں! آپ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ میں کب آؤں گا؟ میں اس سوال کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ میں تو خلیفۃ المسیح کے حکم کا نوکر ہوں جب حکم دینگے آؤنگا۔ اگر وہ سال حکم نہ دیں تو قادیان میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ بس دعا کرو جب آؤں میں خدا اور اسکے خلیفہ کی خوشی سے آؤں۔ مجھکو جماعت میں سے کسی انسان کی خوشی کا خیال نہیں مگر صرف حضرت صاحب۔

تاہم امید ہے کہ شاید حج کے بعد اجازت مل سکے یہ امید ہے کہ جو کہ بہت بڑی حد تک پوری ہونے کا یقین رکھتی ہے۔

احمدی نمائندے ہندو مسلم کانفرنس میں

جیسا کہ پچھلے ہفتہ میں اطلاع دی جا چکی ہے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل مصری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح دہلی روانہ ہوئے ۱۸ ستمبر وہاں پہنچے۔ چودھری فتح محمد صاحب امیر وفد المجاہدین بھی تشریف لا چکے تھے۔ (چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نہ پہنچ سکے) حضرت خلیفۃ المسیح کا مکتوب مسلم لیڈروں کو پہنچا دیا گیا۔ یہاں سے تار بھی جا چکا تھا جس کے جواب میں مفصلہ ذیل تار ۱۹ ستمبر حضور کو وصول ہوا۔

دہلی مورخہ ۹/۲۳-۱۸۔ بوقت ساڑھے چار بجے سہ پہر حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان۔ ٹیلیگرام نمبر ۔۔۔ پہنچ گئے ہیں آپ کی مہربانی پر مشتمل اور حوصلہ افزا خط اور فوری توجہ کا تہ دل سے شکریہ۔ آپ کا مشورہ ہمارے لئے بڑی مدد کا موجب ہوگا۔"

(اجمل خان)

ہندو مسلم اتحاد پر غور کرنے کیلئے جو کمیٹی مقرر تھی اسکی سفارش کے مطابق کانگریس کے پچھلے اجلاس میں اس مضمون کے ریزولیوشن پاس ہو چکے تھے۔

اوّل۔ یہ کانگریس فیصلہ کرتی ہے کہ مقامات فسادات کا معائنہ کرنے اور معاملات کی تحقیقات کرنے کے لئے مجلس مقرر کی جائے۔ تاکہ فسادات کے حقیقی ذمہ وار کا علم ہو جو شخص ایسی افسوسناک حرکات کے مجرم قرار پائیں انکی علی رؤس الاشہاد مذمت کی جائے۔

نیز کانگریس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مجلس مذکور ان وسائل و ذرائع کو پیش کرے جو اس قسم کے افسوسناک واقعات کے اعادہ کا سدباب کر دیں۔ اور تمام مختلف المذاہب جماعتیں ایک دوسرے کے جذبات کو صدمہ پہنچانے کے بغیر اپنی مذہبی رسوم و عبادات ادا کر سکیں۔

اس مجلس کو اپنا تحقیقاتی کام فوراً شروع کرنا چاہیئے۔ اور دو ماہ کے اندر اندر تمام مقامات کا معائنہ کر کے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے پاس روئداد پیش کر دینی چاہیئے۔

دوم۔ ہندوستانی اخبارات سے استدعا کی جائے کہ وہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں جو ہندوستان کی بہتری کے منافی ہو اور مختلف ۔۔۔ کے تعلقات باہمی کشیدہ کر دے اور باہمی تلخی رونما ہو۔

مجلس عاملہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ ہر ایک صوبہ میں ایک چھوٹی سی مجلس مقرر کر دے کہ وہ ایسے اخبارات سے جو افتراق انگیز مضامین یا ایسا مواد جس سے نفاق پھیلنے کا احتمال ہو شائع کرتے ہیں۔ استدعا کرے کہ وہ اس طرز عمل سے باز آ جائیں۔ اگر اس مصالحانہ اور دوستانہ مشورہ کے بعد بھی کوئی مقتدر منفعت بخش نتیجہ حاصل نہ ہو تو ان اخبارات کے خلاف اعلان کر دے۔

ادھر سبجکٹ کمیٹی میں ہمارے نمائندوں کے پہنچنے تک معاملہ جو صورت اختیار کر رہا تھا۔ وہ جیسا کہ مفصلہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

اسکے بعد شدھی کے مرکز آگرہ سے دو فریقوں کے مبلغوں اور پرچارکوں کو اٹھا لینے کا سوال زیر بحث رہا۔ اس بات پر تقریباً باہمی اتفاق معلوم ہوتا تھا کہ اس بارہ میں کچھ ضرور کرنا چاہیئے۔ اور اگر دونوں فریق کے کارکن واپس آ کر ملکانے راجپوتوں کو ان کی برادری پر چھوڑ دیں تو ملک کی فضا بہت کچھ درست ہو جائے۔ لیکن متنازعہ امر ایک ہی رہ گیا۔ جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اور ناظم وغیرہ احباب کی طرف سے یہ زور دیا گیا تھا کہ جب تک بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کے پرچارک واپس نہ بلائے جائیں

تب تک سمطابق فیصلہ اپنی تبعیت کے وہ اپنے مبلغین کو واپس نہیں بلا سکتے۔ اسوقت قادیان کی طرف سے بھی چار نمائندے آ گئے اسلئے جلسہ نہیں سمجھے کے لئے ملتوی ہوا۔

احمدی نمائندوں نے بھیجکر حضرت امام جماعت احمدیہ کی دی ہوئی ہدایتوں کے مطابق اپنا نقطۂ خیال واضح کیا۔ جس پر جو تجاویز آخر قرار پائیں۔ وہ ۱۷ ستمبر کانگریس کے کھلے اجلاس میں پیش ہو کر پاس ہو گئیں اور ان کا خلاصہ ذکر پرتاب کے تار میں یوں آیا ہے۔

شدھی کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی کی تقرری

شدھی کے متعلق ریزولیوشن میں ایک کمیٹی جو سیتا رام (میرٹھ) پنڈت نیکی رام (دہلی) مسٹر محمد شفیق (بہار) اور خان ذوالفقار علی خان صاحب قادیان اور ایک سکھ صاحب پر جنھیں گوردوارہ پربندھک کمیٹی نامزد کریگی۔ اس غرض سے مقرر کی گئی کہ وہ موقعہ پر جا کر ان غلط اور مذہبی کارروائیوں کے متعلق تحقیقات کریں کہ جو کسی فریق نے تبدیل مذہب کی مہم کے دوران میں کی ہیں۔ اور ایسی کارروائیوں کے انسداد کے ذرائع کی سفارش کریں اور ۱۵ دسمبر تک مکمل یا کم از کم ابتدائی رپورٹ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے پاس بھیجدی جائے کہ جو ناواجب حرکات کرتی رہی ہیں۔ اس ریزولیوشن کے پاس کئے جانے سے پہلے ایک ڈیلی گیٹ نے اعتراض کیا کہ کمیٹی میں غیر کانگرسی اصحاب شامل ہیں اسپر پنڈت مالوی اور مولانا محمد علی نے تشریح کی کہ پانچ ممبران صرف دو کانگرس کے ممبر نہیں ہیں۔ انہیں اسوجہ سے منتخب کیا گیا ہے کہ وہ اس کام کے خاص طور پر اہل ہیں

شہری حفاظتی دستے بنائے جائیں

ایک اور ریزولیوشن میں مقامی کمیٹیوں کو ہدایات کی گئیں کہ وہ اپنی زیر نگرانی اور کنٹرول شہری حفاظتی دستے جنمیں تمام ہندوستانی شامل ہو سکیں۔ امن و امان برقرار رکھنے اور مجلسی فرائض سرانجام دینے اور اپنے ممبران کی جسمانی حالت کو ترقی دینے اور انہیں اپنی اور سوسائٹی کی حفاظت کے لئے مضبوط بنانے کی غرض سے قائم کئے جائیں۔ ان حفاظتی دستوں کی بناوٹ اور کام کے متعلق قواعد و ضوابط کارکن کمیٹی بنائیگی۔ اور تمام دیگر لوکل باڈیز اور خلافت کورز سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ "سول گارڈز" و شہری حفاظتی دستوں کے ساتھ تعاون کریں۔ مولانا محمد علی نے امید ظاہر کی کہ تمام دیگر کورز اپنے آپ کو کانگرس سول گارڈز کے ساتھ شامل کر دینا مفید پائیں گے۔

تمام اقوام کے لیڈروں کا مشترکہ اعلان

مولانا صاحب نے کانگرس کو مطلع کیا کہ ہندو مسلم اتحاد کی متعلق سب کمیٹی نے ایک اعلان تیار کیا ہے جسپر تمام سرکردہ علماء پنڈتوں اور ہندوستان کی تمام جماعتوں کے مذہبی اور پولیٹیکل لیڈران نے دستخط کئے ہیں۔ اسمیں اعلان کیا گیا ہے کہ کسی قوم کے کسی ممبر کا کسیکی جان و مال عورتوں کی عزت یا مقامات پرستش پر حملہ کرنا گناہ ہے اور کہ خواہ حملہ آور اپنی قوم کا ہی آدمی کیوں نہ ہو تمام کو حملہ آور کے خلاف مظلوم کی امداد کرنی چاہیئے

سوامی شردھانند مباحثہ نہیں کرینگے

مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ سوامی شردھانند مباحثہ نہیں کرینگے باوجود اس بات کے کہ میں لالہ منشی رام کی بحیثیت اپنی قوم کے ایک سرگرم لیڈر ہونیکی عزت کرتا ہوں میں یہ یقیناً جانتا ہوں کہ انکی مذہبی علوم کے متعلق قابلیت کا درجہ بہت ہی نیچا ہے اور وہ اس میدان کے مرد نہیں۔

آخر لالہ جی نے اعلان کر دیا کہ فساد کے اندیشہ سے مباحثہ بند کرتا ہوں یہ عذر نہایت بودا اور مضحکہ خیز ہے جبکہ ہر ایک فریق اپنی جماعت کے امن کا ذمہ وار ہونے کا پابند تھا پھر فساد کا احتمال کہاں سے نکل آیا۔

کسی قوم یا جماعت کے متعلق اس قسم کا الزام دینا کہ ان سے فساد کا احتمال ہے اس قوم کی صریح اخلاقی توہین ہے بہرحال یہ عذرات ہیں اور ان عذرات کی آڑ میں مباحثہ سے نجات ہوئی۔

*

ریاست حیدر آباد میں مدراس کے اخبار ہندو کا داخلہ بند

مدراس کے اخبار ہندو کا داخلہ ریاست حیدر آباد میں بند کر دیا گیا ہے۔ ہندو کے ایڈیٹر نے الیوسی ایٹڈ پریس کے قائم مقام سے انٹرویو کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ "اخبار ہندو نہ سنت نہال سنگ کے خیالات کا ذمہ وار ہے اور نہ ان کی نکتہ چینیوں کے خیالات۔ اخبار ہندو کے کالم ہمیشہ بحث و مباحثہ کے لئے کھلے ہوتے ہیں اور ہمنے کبھی اخبار نویسی کی خلاف ورزی کر کے کسی پر نامناسب نکتہ چینی نہیں کی اگر ریاست کے حکام کو کوئی اندیشہ نہیں ہے تو انکو چاہیئے کہ وہ میدان میں آئیں" جہانتک آزادانہ نکتہ چینی کا سوال ہے ہر اخبار کو یہ حق ہے کہ وہ کسی بد انتظامی کی اصلاح کے لئے آواز اٹھائے۔ اور کسی نیک دل انسان کو اسکا انکار نہیں ہونا چاہیئے۔ باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں اور واقعات شاہد ہیں کہ کوئی مہذب گورنمنٹ کسی اخبار نویس کو جائز نکتہ چینی کے اصولوں سے نکلنے کی اجازت دیکر امن عامہ کو بگاڑنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ آئے دن اخبارات کے داخلے بند ہوتے رہتے ہیں ولایت سے مسلم سٹینڈرڈ کا داخلہ بند کیا گیا اور یہ فہرست بہت طویل ہے۔

ہر ایک گورنمنٹ کو اپنے ملکی فساد اور امن عامہ کی حفاظت سب سے زیادہ عزیز چیز ہے اور ہونی چاہیئے۔ اگر کسی اخبار کی تحریرات ملک میں شورش یا نقض امن کا کسی رنگ میں باعث ہو سکتی ہیں تو امن کی ذمہ وار گورنمنٹ کو اس اخبار کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے جس سے بدامنی کی مرض متعدی نہ ہونے پائے۔ اس لئے اصولی طور پر ریاست حیدر آباد کا ایسا **حکم نافذ کرنا ناجائز نہیں ہو سکتا** اور ہندو کا اسکے لئے شور مچانا جائز نہیں۔ بہت اخبار ہیں جنکا داخلہ ریاستوں میں بند ہے۔ وہ اپنے انتظامی مصالح کو آپ سمجھتی ہیں لیکن باوجود اس حکم کے متعلق یہ رائے رکھنے کے بھی میں **ریاست حیدر آباد** کے ذمہ وار حکام کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ ہندو کے داخلہ کی ممانعت کے احکام کو اگر منسوخ کر دیں تو اس میں ریاست کی فتح ہے۔ ہندو کے مضامین کی تردید واقعات کی روشنی میں کی جاوے تو یہ زیادہ مفید ہو گا۔

"ہندو نے یہ بھی کہا ہے کہ سنت نہال سنگھ ایک کہنہ مشق اخبار نویس ہیں اور حیدر آباد میں وہ ریاست کے مہمان تھے اور انکو حالات کے مشاہدہ اور مطالعہ کرنیکے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی گئیں تھیں"

ناظرین الحکم جانتے ہیں کہ میں نے پہلے ہی اس امر کا اعلان کر دیا تھا۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ سنت نہال سنگھ شاہی مہمان کی حیثیت سے رہے اور ریاست کا نمک کھاتے۔ خود ہندو ہی کے الفاظ اس امر کی دلیل ہیں کہ نکتہ چینی کسی خاص باعث سے ہو رہی ہے۔ اگر ریاست کے نظم و نسق میں ناقابل تردید نقص تھے تو کیا سرے سے یہی نہیں ہو سکتا تھا کہ سنت نہال سنگھ کو مشاہدہ حالات میں آسانیاں بہم نہ پہنچائی جاتیں۔ ریاست کا اسکو اس مقصد میں مدد دینا اسکی اخلاقی جرأت اور نیک نیتی کی دلیل ہے۔

کسی انتظام میں اصلاح کی گنجائش ہونا اور ترقیات کے لئے کسی کمی کا رہ جانا ایک معمولی بات ہے اور یہ قابل اعتراض نہیں ہوتی۔

میں اسوقت ہندو کے مضامین پر تنقید نہیں کر رہا ہوں اور نہ ریاست کا ڈیفنس پیش کر رہا ہوں بلکہ اصولاً میں نے بتایا ہے کہ کسی اخبار کا داخلہ بند کر دینا کوئی ایسی بات نہیں کہ کسی ملک یا قوم کے امن کے مقابلہ میں قابل اعتراض ہو ابھی ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت (کانگرس) نے ان اخبارات کو تنبیہ کی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کو توڑنیکا ایک ذریعہ ہیں کہ اگر انھوں نے اصلاح نہ کی تو آخری مرحلہ پر ان کو بائیکاٹ کیا جائے گا۔ کیا یہ داخلہ بند کرنے سے بڑھ کر نہیں تو اصولاً ریاست کا یہ حکم بالکل جائز ہے اسکو اپنی ریاست کے امن کو قائم رکھنا ہے۔

لیکن ریاست کی عام فیاضی کو مدنظر رکھ کر کہ جیسے اس نے سنت نہال سنگ کو نہایت آزادی سے اپنے انتظامی صیغہ جات اور حالات کے مشاہدہ کا موقعہ دیا۔ اور مہمان رکھا گو بعد میں اس نے دشمنی کا اظہار کیا۔ اسی طرح پر اگر وہ ہندو کے داخلہ کی ممانعت کے احکام کو منسوخ کر دے تو کوئی حرج نہیں مجھے امید ہے کہ مشورہ پر غور کیا جائے گا کہ جو نہایت نیک نیتی سے دیا گیا ہے۔

ہندو اخبارات کا قبل از مرگ واویلا

شدھی کے ذرائع کے متعلق جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی ہے اسکے خلاف بعض ہندو اخبارات قبل از مرگ واویلا کے مصداق شور مچانے لگے ہیں اور اسے قبل از وقت بے سود قرار دیکر اصل بات کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں میرے خیال میں ہندو پریس اپنے لیڈروں کی اسطرح تضحیک اور توہین کر رہا ہے۔

پنڈت مالویہ جی اور شردھانند جی۔ راجہ رامپال سنگھ جی اور پنڈت موتی لال نہرو جیسے بزرگ ہندو قوم کے لیڈر وہاں موجود تھے۔ اور انھوں نے ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں شدھی کے دامن کو پاک کرنے کے لئے اس تحریک کو منظور کیا۔ اب ہندو پریس کا شور مچانا ان کی پوزیشن کو کمزور کرنا ہے کانگرس سے یہ کہنا پڑے گا کہ یہی لوگ ہیں جو ہندو مسلم اتحاد کی راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں اسلئے ایسے اخبارات کو کانگرس کے ریزولیوشن کے موافق فوراً تنبیہ کی جاوے اور ملک کی بہتری اور بھلائی کے نقطۂ خیال سے انہیں منع کیا جاوے کہ جب تک تحقیقاتی کمیٹی اپنی رپورٹ شائع نہ کرے وہ خاموشی سے حالات کا معائنہ کریں۔

قادیان کے خلاف ہندو قوم میں اشتعال پیدا کرنے کی نئی تحریک

جبکہ ہندو مسلم اتحاد کی تحریک میں جاری ہے اور احمدی جماعت نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش جاری رکھتی ہے قادیان کے خلاف ہندو قوم میں اشتعال پیدا کرنے کے لیے لالہ خوشحال چند جی نے اپنے اخبار ملاپ میں ایک واویلا شروع کیا ہے۔ اور ہمیں بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی کی تھی قادیان کے ہندو یا تو احمدی بن جائیں گے یا جلا وطن ہو جائیں۔ قطع نظر اس کے کہ یہ پیشگوئی کب ہوئی اس پیشگوئی کے متعلق لالہ شرمپت رائے جی کا حوالہ دیا ہے کہ ان کو زبانی کہا تھا افسوس ہے آج لالہ شرمپت رائے جی اس دنیا میں نہیں جو بہت سے نشانات کے گواہ تھے مگر آریوں نے باوجود چیلنج کے بھی ان سے کبھی نہ پوچھا احمدی جماعت کو آج تلک جسقدر تکالیف دی گئی ہیں انکی داستان دردناک اور طویل ہے مگر ہمیں انکی شکایت کرنے کی ضرورت نہیں قادیان کے وہ شریف ہندو اور مسلمان موجود ہیں جو احمدی نہیں اور اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں کہ احمدی جماعت کے امام نے ایسے موقعوں پر جبکہ قادیان کے بعض باشندوں کے مظالم سے تنگ آکر قانونی چارہ جوئی کی گئی تو فرد جرم لگتے ہوئے نہیں بلکہ ایسے وقت کہ سزا کا حکم ہو جانے والا تھا انکو معاف کر دیا۔ اور سزا سے بچا دیا۔ دوسرے احسانات کا ذکر ہی کیا ہم اسکو انسانی فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے اہل شہر کی ہر ممکن مدد اور خدمت کریں۔ اس سارے دردناک نوحہ کی غرض یہ ہے کہ باہر کے ہندوؤں میں جوش پیدا کر کے قادیان کے آریہ سکول کے لئے روپیہ اکٹھا کیا جاوے یہ غرض اس لغو طریق اشتعال کے بغیر بھی پوری ہو سکتی تھی۔ اور ہم سے بڑھ کر اس سے کوئی خوش نہیں ہو سکتا کہ **قادیان کا تعلیمی کرہ شاندار ہو۔** یہ تعلیمی روح قادیان میں احمدی جماعت کے امام ہی نے پیدا کی ہے اور اسکے فیضان ہی کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ لالہ خوشحال چند جی کو قادیان کے آریوں نے صحیح پیشگوئی نہیں بتائی جو قادیان کی ترقی کے متعلق ہے جس جس قدر قادیان ترقی کرے گا۔ اسی قدر یہ شاندار پیشگوئی پوری ہوگی اور جس جس قدر لوگ آئیں گے قطع نظر اس کے کہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان اس پیشگوئی کی عظمت بڑھے گی۔ پس ہم کو تو اس لحاظ سے آریہ سکول کی ترقی سے بہت ہی خوشی ہے کیا اس وجہ سے کہ قادیان کی ترقی کا ذریعہ ہے اور کیا اسوجہ سے کہ اس سلسلہ میں باہر کے لوگ آکر حضرت اقدس کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

جماعت کی تبلیغی مساعی کے متعلق جو رونا رویا گیا ہے یہ محض لغو اور بے سود ہے صداقت کا پھیلانا ہر صادق کا فرض ہے ہم دل سے چاہتے ہیں کہ ساری دنیا احمدی ہو جائے یہ جائز اور قدرتی خواہش اور حق ہے لیکن ہم اسکے لئے حرام اور گناہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسی تدبیر یا طریق اختیار کیا جاوے جو شریعت تو ایک طرف اخلاق کے ادنیٰ شعبہ کے بھی خلاف ہو۔ بہرحال اس ساری نوحہ خوانی کے بعد قادیان کے آریہ سکول کے لیے لالہ خوشحال چند صاحب نے اپیل شائع کیا ہے کہ مستقل سرمایہ کے لیے پچاس ہزار اور ماہوار اخراجات کے لیے ستر روپیہ ماہوار دئے جاویں۔

جماعت احمدیہ نیروبی کی تبلیغی مساعی

میں آج تک جماعت احمدیہ نیروبی کی تبلیغی مساعی کا ذکر نہیں کر سکا۔ اور اسے بہت بڑی فروگذاشت یقین کر کے اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ نیروبی نے البلاغ اخبار جاری کر رکھا ہے جس کے گیارہ نمبر آج تک شائع ہو چکے ہیں۔ جہانتک معلوم ہوا ہے یہ اخبار مفت شائع کیا جاتا ہے۔ عزیز ملک احمد حسین صاحب اسکے ایڈیٹر اور اسکی انجمن کے سکرٹری ہیں۔

ملک احمد حسین اور وہاں کی جماعت کی مخلصانہ مساعی کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ خود اخبار کو اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اسلئے کہ وہاں خوشنویس اخباری کاتب میسر نہیں آتے۔ مختلف جلسوں میں تقریریں کرنا۔ اور مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب دینا غرض بہت بڑی مصروفیت نیروبی کی جماعت کی پائی جاتی ہے۔

ہندوستانی احمدی جماعت کا فرض ہے کہ اس اخبار کی اعانت کرنے میں کوئی کمی نہ کرے اور اگر کوئی کاتب صاحب نیروبی جاکر اس اخبار کی کتابت کا کام سنبھالیں تو نہ اس سے صرف اخبار کی بہتری اور شان میں اضافہ ہوگا بلکہ خود ان کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

میں اس اخبار کے اجراء پر اپنے مکرم بھائی ملک غلام حسین صاحب (جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادموں میں سے ہیں) مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کے سعادت مند بیٹے تبلیغ کے کام میں کافی حصہ لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت دے۔ آمین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ درس قرآن مجید جاری ہے۔

۲۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو انجمن محبان اسلام کا ماہواری جلسہ ہوا۔

یہ انجمن نونہالان مدرسہ احمدیہ نے قائم کی ہے اور اسکے سکرٹری عزیز مکرم صاحبزادہ عبد المنان سلمہ اللہ الرحمٰن خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہیں۔

میں نے دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنے مضامین کو ادا کرتے تھے سکرٹری کی رپورٹ بہت دلچسپ تھی۔ میں اپنے نونہالوں کی اس انجمن کی کامیابی کے لیئے دعا کرتا ہوں۔ بچوں میں ایسی تحریک بہت برکات۔ اور قومی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں۔

تکمیل وصیت کی ضرورت

ایک دوست نے لکھا ہے کہ ایک احمدی موصی فوت ہو گئے ہیں ان کے رشتہ دار غیر احمدی ہیں جو وصیت پر عمل کرنے میں مخل ہیں۔ افسر مقبرہ کو لکھا گیا کہ انکی نعش مقبرہ مذکور میں پہنچائی جاوے جسکا جواب ملا کہ جب تک وصیت پوری نہ کر دی جاوے اسپر عملدرآمد نہیں ہو سکتا اس جواب نے بعض کمزور احمدیوں کو فتنہ میں ڈالا ہے۔ حضور اس کے متعلق انتظام فرما دیں۔

حضور نے جواب میں فرمایا جب تک وصیت کی تکمیل نہ ہو جاوے نعش دفن کرنے کا قاعدہ نہیں۔ جس شخص کے رشتہ دار غیر احمدی ہوں اس کی جائداد اس کی ملکیت کے لحاظ سے کسی اور کی ہے اس کی وصیت کا کیا مطلب ہوا۔ بہشتی مقبرہ کی غرض تو یہ ہے کہ اس میں ان لوگوں کو دفن کیا جاوے جو اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ بڑے مخلص ہیں اور دین کے لئے سب کچھ قربان کر رہے ہیں۔ اب جو شخص ایسا مال دیتا ہے جو انجمن نہیں لے سکتی یہ کون سی قربانی ہے اگر انجمن اس طرح نالش کیا کرے تو سارا وصیت کا روپیہ مقدمات پر خرچ ہو جاوے۔ پس میں نے فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ انکی وصیت تسلیم کی جاوے جو اپنی جائداد پر قبضہ کرا دیوے یا انکی جائداد کا ملنا یقینی ہو۔

سوئزرلینڈ میں عربوں کی فتوحات

اسلامی فیروزمندیوں کا ایک دلچسپ باب

(مترجمہ مولوی ابوالحسنات صاحب ندوی)

نمبر (۱)

انقلاب زمانہ کا یہ کسقدر حسرتناک واقعہ ہے کہ آج ہم جن ممالک کو قبلۂ مراد سمجھ کر اپنی مرادیں مانگنے کیلئے وہاں عاجزانہ حاضر ہوتے ہیں۔ وہ کبھی ہمارے اسلاف کے چمنستان عیش و اقبال رہ چکے ہیں۔ آج ہم اظہار عجز و اطاعت کیلئے جس سرزمین کی خاک سے اپنے جبین غبار آلودہ کر لیتے ہیں۔ وہ کبھی ہمارے فتحمند اسلاف کے سمند اقبال کے سموں سے پامال رہ چکی ہے اور آج ہم جن قوموں سے اپنی قسمت کا فیصلہ چاہتے ہیں کبھی خود انکی قسمت کی باگ ہمارے ہاتھوں میں تھی۔ سرزمین سوئزرلینڈ جہاں ہم مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنیکے لئے آج مغربی قومیں مجتمع ہوئی ہیں۔ وہ کبھی ہم مسلمانوں کے خیل شوکت و اقبال کا جولانگاہ بھی رہ چکی ہے۔

یہ واقعہ تعجب انگیز نہیں کہ ہمارا عہد شوکت و عظمت ختم ہو چکا کیونکہ یہاں قوموں کا عروج و زوال زمانہ کی طبیعت کا ایک ناگریز حادثہ ہے جس سے کسی قوم کو مفر نہیں۔ معلوم نہیں چشم روزگار اس تماشہ انقلاب کے ایسے کتنے تماشے دیکھ چکی ہے اور آیندہ دیکھے گی۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ہمارا کاروان اقبال لُٹ چکا اور اب اس غارت شدہ کاروان کی عظمت و شوکت کی شہادت دینے کو وہ نقش قدم رہ گئے جو سرراہ آجتک نمایاں ہیں۔

کارواں رفتہ و اندازۂ جاہش پیداست
زاں نشانہا کہ بہر راہ از ارا فتادہ است

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ مدت سے زمانہ کا زبردست ہاتھ اب ان نشانوں کے مٹانے کیلئے پیہم حرکت کر رہا ہے اور وہ دوسری قوموں کی طرح ہماری داستان اقبال کو بھی افسانۂ پارینہ بنا دینا چاہتا ہے۔ لیکن باایں ہمہ ابھی ایسے بے شمار نشانات موجود ہیں۔ جن سے دنیا ہمیں اچھی طرح پہچان سکتی ہے اور وہ ہماری داستان اقبال کا "افسانۂ پارینہ" نہیں بلکہ صحیفہ عالم کے ایک حقیقی واقعہ کی حیثیت سے مطالعہ کر سکتی ہے۔

امیر شکیب ارسلان جو شام کے کوہستان لبنان کے رہنے والے اور دولت و ثروت کے ساتھ ساتھ گوناگوں علمی و ادبی قابلیتوں کے بھی مالک ہیں۔ وہ علامہ مفتی عبدہ مصری کے ارشد تلامذہ کی صف میں داخل ہیں۔ جب وہ ؁۱۹۱۹ء میں سفر یورپ کے سلسلہ میں سوئزرلینڈ پہنچے تو انکو وہاں کے علماء کی ملاقات و گفتگو آثار قدیمہ کے معائنہ اور بعض تاریخی کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو کر بے انتہا حیرت ہوئی کہ فاتح اندلس عرب خاص سوئزرلینڈ تک پہنچے تھے۔ اور ان اطراف و جوانب میں کم و بیش پچاسی نوے برس تک انکی شاندار حکومت قائم رہی۔ انہوں نے ان اطراف میں عربی تمدن و تہذیب اور عربی صنعت و حرفت کو قابل ذکر ترقی دی تھی جس کے کچھ آثار و علامات وہاں وسیت تک باقی ہیں۔ چنانچہ امیر موصوف نے اس باب میں اپنے معلومات کو یکجا فراہم کر کے رسالہ المنار مصر کے دو نمبروں میں شائع کرایا ہے۔ ذیل کے صفحات خفیف تغیر اور حذف مکررات کے بعد اس مضمون کا ترجمہ ہیں۔

میں آجتک اتنا جانتا تھا کہ عربوں نے اسپین کی فتح کے بعد جنوبی فرانس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور وہ دوسری طرف جزائر سارڈینیا اور سسلی وغیرہ کے علاوہ ایطالیہ تک پہونچ گئے تھے لیکن آج کی تاریخ یعنی ؁۱۹۱۹ء تک میں اس سے بالکل بے خبر تھا کہ عرب فاتح سوئزرلینڈ تک پہونچ گئے تھے یہاں قریب قریب اسی برس تک انکی حکومت قائم رہی۔ اور وہ جرمنی کے جنوب میں دریائے کونسٹانز تک پہونچ گئے تھے جو قلب یورپ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوئزرلینڈ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے جس نے میری توجہ اس مسئلہ کی جانب منعطف کی وہ سوئزرلینڈ کے مشہور و معروف مستشرق پروفیسر مس ہیں جو ایک مدت تک مصر میں رہ چکے ہیں۔ اور میرے استاد شیخ محمد عبدہ مرحوم اور آپکے درمیان خاص روابط اخلاص و محبت تھے۔ اول ملاقات میں انھوں نے مجھ سے ایک تاریخی کتاب کا تذکرہ کیا۔ جس کی زبان جرمن اور اس کے مؤلف کا نام فرڈیناند کلر ہے۔ اور وہ ؁۱۸۵۶ء میں زوریخ میں چھپی ہے۔ اس کتاب سے معلوم ہوا کہ سوئزرلینڈ میں عرب آئے تھے۔ اس کے بعد میں نے مزید تلاش و جستجو شروع کی۔ تو فرانسیسی مصنف موسیو رینو کی ایک مفصل تصنیف ہاتھ آئی۔ جس میں انہوں نے فرانس۔ ساؤئے، پیاموں اور سوئزرلینڈ پر مسلمانوں کے حملوں کی تاریخ لکھی ہے۔ اس کے علاوہ پھر اور کتابیں ملیں جن کے مطالعہ سے قطعی طور پر معلوم ہوا۔ کہ عرب سوئزرلینڈ تک فتح کر چکے تھے۔ پھر کتابوں کے علاوہ وہاں عربوں کے بقیہ آثار عربی نام اور عربی کے جواہر تک محفوظ ہیں نظر سے گزرے۔ ان سبھوں سے بھی ثابت ہوا کہ وہاں عربی حکومت قائم تھی۔ اور اسی پچاسی برس تک عرب ان اطراف پر حکمران رہے۔

ان اطراف میں عربوں کی فتوحات کی ابتدا نہایت نادر الوجود و تعجب انگیز طریقہ پر ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ؁۸۹۱ء میں بیس عربوں کی چھوٹی سی جماعت ایک کشتی میں سوار ہو کر سواحل اسپین سے روانہ ہوئی رستہ میں یہ لوگ منزل مقصود کی راہ بھول گئے۔ اور سمندر کے زبردست تھپیڑے انکو اطراف جینوہ (اٹلی) کے ساحل خلیج سان ترائیس پر لے آئے۔ یہ گم کردہ راہ قافلہ وہاں اُتر پڑا۔ اور آبادی کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں نے کوہ موردس کے آس پاس والے جنگل کو اپنا کمینگاہ بنا لیا۔ اور ادھر اُدھر کے دیہاتوں پر چھاپے مارنے لگے۔ یہ لوگ وہاں کے لوگوں سے اسی طرح لڑتے ان کو قید کرتے۔ اور مال غنیمت لے کر اپنی جائے پناہ میں چلے آتے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس طرح ان لوگوں نے ان اطراف کی تمام آبادیوں کو مغلوب و مطیع کر لیا۔

بعض مؤرخین اس واقعہ کو ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ کہ بیس بحری غارتگر عرب ساحل اندلس سے سواحل پرفانس واقع جنوبی فرانس کے قصد سے چلے۔ لیکن مخالف ہوا کے طوفان نے ان کو خلیج عزیمویا یا خلیج سان تروپیس میں پہونچا دیا۔ یہاں یہ لوگ اس طرح خشکی پر اوترے۔ کہ قرب و جوار کے باشندوں کو ان کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔ اس خلیج کی طبعی حالت ان لوگوں کے لئے ایک زبردست مساعد تھی۔ کیونکہ یہاں گھنے جنگل کے علاوہ اس کے ہر چہار طرف سربفلک پہاڑیاں تھیں۔ جو انکے لئے محفوظ و مستحکم قلعہ کا کام دیتی تھیں۔ ان لوگوں نے اکثر سب سے قریب کی آبادی پر حملہ کیا۔ اور لوگوں کو مقید و مقتول کرنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے ان کا رعب لوگوں پر چھا گیا۔ اور اس طرح یہ عرب ان اطراف کے تمام اہم مقامات پر قابض ہو گئے۔

جب ان لوگوں نے وہاں بکثرت مال غنیمت حاصل کیا۔ تو اسپین سے اپنی جماعت کے سو آدمی اور بلوا لئے جن کی آمد سے ان کی طاقت زیادہ ہو گئی۔ اور یہ لوگ اب اور آگے بڑھ کر حملے کرنے لگے۔ جن آبادیوں پر یہ لوگ فتح پا لیتے تھے وہاں کے لوگوں سے جزیہ وصول کرتے۔ ان فتوحات میں ان کے لئے ایک زبردست مساعد ان اطراف کے باشندوں کا باہمی اختلاف بھی تھا۔ جس کی وجہ سے خود ان میں کے بعض گروہ بعض دوسرے گروہ کے مقابلہ میں ان کے دست و بازو بن جاتے تھے۔ غرض اسطرح اس چھوٹی سی جماعت کا زبردست رُعب و اقتدار قائم ہو گیا۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ ان میں ایک فرد ہزاروں کے مقابلہ میں آنے سے بھی نہیں جھجکتا تھا۔ اور چند ہی سال کے بعد ان اطراف کے متعدد مشہور و مستحکم قلعے ان کے قبضہ میں آ گئے۔ جن میں سب سے زیادہ اہم اس سلسلہ کوہ کے جو جبال فراکسینہ کے نام سے مشہور ہے قلعے تھے اور وہاں آج بھی ان کے قدیم آثار میں سے ان منہدم عمارتوں کے جو قریب قریب فنا ہو چکی ہیں بچے کھچے نشانات اور گھر جو پہاڑوں ہی میں ان کی چٹانیں کاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ اور وہ کنوئیں جو پہاڑ کی چٹانوں میں کھدے ہوئے ہیں۔ اب تک باقی رہ گئے ہیں۔

(مسلم راجپوت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اولؓ کے مجربات

(۱) حب مسیحی یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مقوی معدہ۔ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ ودرد مقاصل وقبض وخرابی حیض اور بچوں کے دانت نکلتے وقت بخار کھانسی۔ ڈبہ وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی سینکڑہ عہ

(۲) کشتہ طلاء۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے۔ مقوی دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر اور نظام عصبی کی تقویت کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ اور عمدہ صحت کیلئے اکسیر۔ قیمت فی خوراک اور فی سینکڑہ خوراک ... روپیہ۔

(۳) حب مقوی اعصاب۔ کل نظام عصبی کے رفع ضعف کیلئے۔ ضعف خواہ معدہ یا معدہ یا جگر یا اعصاب کی سستی ہو ان سب کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی درجن ۱۲ فی سینکڑہ عہ

(۴) روغن اکسیر۔ زائل شدہ عصبی طاقتوں کو پھر اصلی حالت پر لانے کیلئے اور تمام بداعتدالیوں کے تدارک کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ...

(۵) معجون شاہی۔ ہر قسم کے نامکمل ہونیوالے اور بگڑے ہوئے کمزور کمالات کیلئے اکسیر ہے قیمت خوراک ...

(۶) اکسیر چشمی۔ پیشاب کی جلن۔ پیپ اور اسکے متعلقہ رنگوں کیلئے بے نظیر دوائی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ تمام عوارض کو ایک ہی ہفتہ میں دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی ہفتہ ... (۷) اکسیر نسوان۔ جو ایام ماہواری کی بے قاعدگی اور درد اور تمام تکالیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے قیمت ایک ہفتہ ...

نوٹ۔ تمام ادویات کی ادویہ کو خواص بیان کرنے میں خصوصیت سے رعایت تہذیب عمداً اشارات سے کام لیا ہے۔ ان تمام امراض مردانہ و زنانہ کیلئے نسخے آج ایک دنیا مبتلا ہے اور جس کو لوگ طبیبوں کے سامنے بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہیں ہمارے پاس تیار رہتی ہیں۔

خاکسار

حکیم ... الدین احمدی۔ گوجرانوالہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ مجھے اعتقاد ہے کہ اخلاص اور محبت سے طیار کی گئی ادویہ بیماروں کیلئے مفید ہونگی۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعودؑ اور خلیفہ اوّل حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ

یہ سرمہ نگروں کیلئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو نظر کمزور ہو انکے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ فی تولہ۔ ممیرا عہ فی تولہ۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سرمہ واپس کر دے میں اسکی قیمت واپس کر دونگا۔ اسکے مجرب ہونے پر چھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت مفید پایا نیز حضرۃ والدہ صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں۔ اس سرمہ سے انکو غیر معمولی فائدہ ہوا۔

(مرزا اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل قادیان)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا جناب احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں نہایت ہی عمدہ سرمہ ہے۔

(ظہور الدین احمد سابق گرداور ... جنگی)

(۳) میں نے ۱۹۱۷ء میں شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور میں جناب حضرت سے سرمہ بصیرہ اوّل لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے۔ اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔

(خاکسار محمد علی ... ضلع لائلپور ڈاکخانہ ...)

(۴) میں نے سید احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ لیا۔ مجھ کو میں نے بہت مفید پایا اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا سب نے اسکی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔

(عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان)

(۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا۔ اللہ تعالیٰ ایسا فضل ہوا کہ آنکھیں اچھی ہوگئی ہیں اور نظر کامل ہوگئی ہے۔ میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔

(خادم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ ... دربان قادیان)

(۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی خود استعمال کیا اور نیز اپنے رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ اس سرمہ کو مفید پایا۔ نیز آنکھوں میں جلن پیدا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کے استعمال سے دور ہو گئی۔

(فضل کریم اسسٹنٹ حیدرآباد دکن)

ست سلاجیت۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ سے استعمال کریں۔ قیمت قسم اوّل عہ فی تولہ قسم دوم ۸ فی تولہ۔

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

گورکھپور میں آریوں کے خلاف زبردست تقریریں

انجمن اسلامیہ گورکھپور کی استدعا پر خواجہ جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل کو گورکھپور بھیجا گیا۔ آپ نے وہاں آریوں کے خلاف تین دن تک زبردست تقریریں کیں جن کے متعلق ایڈیٹر مشرق یوں رقمطراز ہیں:-

وہ لکھتے ہیں: میدان ارتداد آگرہ سے مولوی جلال الدین صاحب شمس احمدی تشریف لائے اور تین دن انہوں نے انجمن اسلامیہ اور اسمٰعیل پارک میں وعظ سے مسلمانوں کو مستفید کیا۔ مجمع خوب رہا۔ اور عام طور پر وعظ بہت پسند کیا گیا اور لطف بیان اور سادگی کو دیکھتے ہوئے ہم بھی جناب مولانا کی تعریف کرتے ہیں جس بحث پر کچھ کہا خوب مدلل کہا۔ اور مسلمان اور ہندو دونوں کو معقولیت سے سمجھایا۔ ہر وعظ کے آخر میں ایک عام اعلان کیا جاتا تھا کہ جس کسی نے کچھ پوچھنا ہو یا اعتراض کرنا ہو اسکو اختیار ہے سامنے آکر اعتراض کرے مگر کسی نے کوئی بات نہ پوچھی۔ کسی آریہ سماجی بھائی نے کوئی اعتراض کیا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ مولانا موصوف نے خود ہی اہم اعتراض آریوں کے دہرائے اور انکے جواب دیتے گئے۔ مولانا موصوف کے تین دن کے بیان میں کوئی بات ایسی نہیں باقی گئی جس سے کسی فریق کو شکایت کا موقع ملے۔ اسلئے کہ طریق استدلال مولانا کا بہت صاف تھا اور جیسا کہ جو کچھ فرماتے پنڈت دیانند جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے حوالے سے کہتے تھے۔ قرآن پاک کی تفسیر اور مطالب پر جسقدر فرمایا نہایت صحیح فرمایا قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات سے سامعین کو بہت کچھ مستفید کیا۔ باوجود اختلاف عقائد کسی بھائی اور خصوصاً مسلمان کو کوئی موقع شکوہ شکایت کا نہیں ملا۔ ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ اور علماء کرام کی طرح جو جلسوں میں آنے سے پہلے روپیہ گھر منگوا لیا کرتے ہیں اور کافی سفر خرچ کو حاصل کرنے پر بھی وقت پر نہیں آتے۔ احمدی جماعت کے مولویوں کو کسی قسم کی حرص و آز نہیں ہے۔ احباب کا افسوس انجمن کو ہے کہ کسی مولوی صاحبان کے پاس خط اسنے بھیجے کہ گورکھپور تشریف لائیں۔ اور یہاں کے مسلمانوں کو فیوض صوری و معنوی سے مستفیض ہونے کا موقع دیں۔ مگر ایک صاحب نے بھی آنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کوئی نہ کوئی عذر کر دیا۔ مگر جماعت احمدیہ کے ایک رکن نے زحمت سفر گوارا کر کے مسلمانان گورکھپور کو ممنون کیا اور امید ہے کہ ابھی اور بھی کئی صاحب آکر مسلمانان گورکھپور کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔

(مشرق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۳ء)

خاکسار عبیداللہ خان عفی اللہ عنہ نائب امیر المجاہدین احمدیہ دار التبلیغ آگرہ
۲۰/۹/۲۳

نمبر وصیت ۱۹۵۷

میں مسماۃ نیک بی بی زوجہ محمد دین قوم حجام ساکن پنڈی گھیبکا ڈاکخانہ کھاریاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اسوقت زیورات حسب ذیل ہیں (۱) بگدیاں طلائی۔ حصیر اچوڑیاں چھلے۔ سمی۔ مہر ہار ۔ میزان ماہیت ۔ اسکا ۱/۵ حصہ انشاء اللہ اپنی حیات میں ادا کردونگی (۲) اگر میرا خاوند مجھ سے پہلے فوت ہو جاوے تو جسقدر اراضی زرعی موجود الوقت سے شرعی حصہ اس ترکہ سے ۱/۵ حصہ کی وصیت کرتی ہوں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کی جاوے اور یہی کہ اگر علاوہ زیورات مندرجہ فقرہ ملا کے میری وفات پر کوئی اور زیور ہیا ہو تو اس کا بھی ۱/۵ حصہ ادا کیا جاوے۔ میرا نماز جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور جنازہ مقبرہ بہشتی میں حتی الامکان کوشش کیا دے وما تعلم نفس بائی ارض تموت میں یہ تصدیق گواہاں ذیل اس وصیت کی تکمیل د نوٹ فقرہ ۱ سے آگے تیا ہت ۔ ارکا ۱ ادا کردونگی اور فقرہ ۲ کی سطر ۱۳ اور ۳ کی بین السطور عبارت۔ تعمیل حکم ۱۲/۲۱ نمبر قانونی صہ ۔ الغرض تکمیل ایزاد کی گئی موصیہ کی اجازت سے المرقوم ۸/۲۱ محمد دین خاوند موصیہ تسلیم کرتی ہوں میرے ورثا او رمستقل الیہم پیچھے کوئی مزاحم نہ ہووے ۱۶ جون ۱۹۲۱ء مطابق ۳ اگست ۱۹۷۸ بکرم شوال ۱۳۳۹

العبد۔ مسمات نیک بی بی زوجہ محمد دین حجام حال و اصلیاتی تو پیں تحصیل کھاریاں ساکن پنڈی گھیبکا تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

گواہ شد ۔ گواہ شد

محمد دین بقلم خود خاوند موصیہ ۔ مظفر الہی نائک بقلم خود ساکن پنڈی گھیبکا تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

گواہ شد

غلام مصطفےٰ احمدی میڈیکل سٹوڈنٹ بقلم خود ساکن پنڈی گھیبکا ضلع گجرات

نمبر وصیت ۱۹۷۴

میں مسماۃ صدیقہ بیگم زوجہ سید ناصر شاہ قوم مغل ساکن حال قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ حق مہر زیورات تخمیناً کل ایک ہزار پانچ سو روپیہ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے آج ہی زیورات نقدی وزنی ۱۵ تولہ قیمتی ماصہ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دیتی ہوں۔ اور آیندہ جو جائداد پیدا کروں اسکا بھی ایک دسواں حصہ اپنی ہی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہونگی۔ (۲) مبلغ عہ نقد بابت خرچ اول بھی آج ہی داخل خزانہ کر دئیے گئے ہیں ملاحظہ ہو رسید خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۴۸۹ مورخہ ۸/۲۱ ۲۷

العبد ۔ گواہ شد ۔ گواہ شد

صدیقہ بیگم بقلم خود۔ سید ناصر شاہ بقلم خود۔ قاضی عبد اللہ بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان

وصیت نمبر ۲۰۱۷

میں نذر حسین ولد سردار محمد خان قوم بلوچ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اسوقت کوئی نہیں ہے۔ صرف مجھے لعہ روپیہ ماہوار پنشن از محکمہ ملٹری مل رہی ہے۔ میں اپنی آمد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی اور جائداد مل جاوے جو اس آمد سے پیدا کردہ نہ ہو تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ بتاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء۔

العبد

محمد نذر حسین ولد سردار محمد خان بلوچ احمدی مہاجر ضلع شاہ پور۔

گواہ شد ۔ گواہ شد

ذوالفقار علی خان مہاجر رامپوری ۔ خداداد رسالدار بقلم خود۔

نمبر وصیت ۲۰۱۸

میں جند وڈی زوجہ نذر حسین قوم بلوچ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد از قسم زیور قیمتی دو سو پچاس روپیہ کا ہے جس کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں یعنی مبلغ پچیس روپے کی۔ تاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء۔

العبد ۔ گواہ شد ۔ گواہ شد

جند وڈی بقلم خود۔ نذر حسین ولد محمد خان۔ خداداد خان رسالدار۔

نمبر وصیت ۲۰۲۲

میں منظور علی ولد مولوی عبد الغنی مرحوم قوم شیخ ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد جسقدر میری جائیداد ہو اوس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد وصیت ذیل ہے۔

پراویڈنٹ فنڈ زمین ایک کنال واقع دار الفضل چار سو روپیہ

۱۰۰۰/- روپیہ ۴۰۰/- روپیہ

خانگی مالیتی تقریباً گیارہ سو روپیہ۔ نقد ڈیڑھ ہزار روپیہ۔ کل جائداد مذکورہ بالا مالیتی چار ہزار روپیہ (۴۰۰۰) ہے جس کے دسویں حصہ یعنی چار سو/ ۴۰۰ روپے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے۔

العبد ۔ گواہ شد ۔ گواہ شد

منظور علی بقلم خود۔ فخر الدین احمدی ملتانی بقلم خود۔ رشید الدین بکرونا گریزی سب انسپکٹر پولیس تھانہ چندوسی ضلع علی گڈھ ۲۲/۷/۲۲

نمبر وصیت ۲۰۲۶

میں لال دین احمدی ولد دین محمد قوم بھٹی ساکن بیگو والہ ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

مکان چھ سو روپیہ۔ زمین برائے مکان قادیان میں تین سو روپیہ نقد اکیس سو روپیہ۔ کل تین ہزار روپیہ۔ اس کے دسویں حصہ کی قیمت نقد تین سو روپیہ میں نے داخل خزانہ کردیا ہے۔ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۲۲ء۔

العبد ۔ گواہ شد ۔ گواہ شد

لال دین احمدی بیگو والہ ضلع سیالکوٹ حال قادیان۔ احمد دین بقلم خود ڈسکہ۔ فضل احمد ساکن مہاجر شاہدرہ حال قادیان۔ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ حال قادیان۔

نمبر وصیت ۲۰۲۸

میں غلام حسین احمدی ولد میاں برہان دین قوم جٹ گوندل ساکن موضع ہوبڑہ ڈاکخانہ ہسولہ تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے بعد جسقدر میری جائداد ہو اوسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری جائداد وصیت ذیل ہے۔

جائداد منقولہ برتن بستر وغیرہ جائداد غیر منقولہ حویلی سکنی جدی جسمیں مکانات خام ہیں (۲۰ مرلہ اندازاً) حویلی سفید جسمیں مکان نہیں ہے (۱۰ مرلہ) اراضی ملکیتی جدی (تین کنال) واقعہ ہوبڑہ۔ اراضی مستثنے قطعہ (۵) واقعہ چک سید بالے ۳ کنال اندازاً ۴۰ بیگھ

نوٹ۔ چونکہ میری جائداد کا حصہ کثیر اراضی زرعی مستثنے دفعہ ۵ کی ہے۔ ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ کہ مالکان اراضی یا میرے وارثان رضامند ہوں۔ اسلئے میں انجمن کو مقدمہ بازی میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ میری رائے میں اس تمام جائداد مذکورہ بالا کی قیمت ۱۶۰۰۰ روپیہ ہے۔ اسکا حصہ ۱/۱۰ ۱۶۰۰ روپیہ میں اپنی زندگی میں انشاء اللہ داخل کردونگا۔ اور اس کے بعد جسقدر تنخواہ مجھے ملیگی اسکا ۱/۱۰ حصہ بھی دیتا رہونگا۔ انشاء اللہ ۲۲/۴/۲۲

گواہ شد۔ گل محمد احمدی مثلخوان عدالت افسر آبادی سرگودھا بقلم خود ۲۲/۴/۲۲

گواہ شد۔ غلام نبی اول مدرس فارسی گورنمنٹ سکول سرگودھا ۲۲/۴/۲۲